یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

رسالہ

تشحیذ الاذہان

فہرست مضامین

نبوت احمدیہ ۱ - ۶۲

بجواب مباحثہ مصنفہ قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی

حافظ روشن علی صاحب

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلبا سے عہ غیر ممالک سے عہ

خوشنویس فیروز شاہ کاتب

اللہ بخش پریس میں اللہ بخش پرنٹر نے چھاپا اور حافظ عبد السلام پبلشر نے شایع کیا

چند کتابیں جن میں غیر معمولی رعایت ہی

دفتر تشحیذ الاذہان سے طلب کرو

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۳ و ۲۴ / " پ ۲۵ / " پ ۲۶	سے	۱۲/
حقیقت نماز	عمر	۳ر
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	عمر	۲ر
رد چکڑالوی	۵ر	۲ر
النصح	۲ر	۱ر

ناظرین! ایسا موقعہ جانے نہ دیں کہ صرف چند روز کے لئے ہمنے ضرورتاً یہ رعایت کردی ہی جو صاحب کم سے کم ۲ روپیہ کی کتابیں خریدیں گے انکو بعد محصولڈاک قیمت میں اور رعایت دی جائیگی۔

احمد - یہ مضمون الگ بھی چھاپا گیا ہی جس میں مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق ۰ فی رسالہ کے حساب سے احباب منگوا کر تقسیم کریں

چمکار محمدی سوانح نبی کریم پنجابی منظوم ۰/

چمکار مہدی مرثیہ خلیفہ اول ۱/

احمدی عقائد جس میں مولوی محمد علی صاحب کے میرے عقائد کے خلاف حضرت اقدس کی تحریروں کا مجموعہ ہی اور مریم عیسےٰ کے مضمون کا جواب ۰/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ مع التسلیم

مقدمہ

اللہ تعالےٰ کی رسولوں کے ساتھ قدیم الایام سے [illegible] چلی آئی ہے کہ ان سے ٹھٹھا کیا جاتا اور ان کی تکذیب ہوئی ہے بہت سی آنکھیں اُن کی سچائی معلوم کرنے سے محروم رہتی ہیں۔ خدائے تعالےٰ کی بیشمار نشان اُن کی سچائی پر دلالت کرتے لیکن متکبروں کے چہرے ان کے دیکھنے سے ہٹائے جاتے بلا سوچے جو لوگ انکار کر دیتے ہیں ان کے لئے قانون الٰہی ہو چکا ہے کہ ان کے لئے کسی قسم کا نشان وعدہ وعید مفید نہیں ہو سکتا وہ خدا تعالےٰ کی ہستی جو کہ نہاں در نہاں اور وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے وہ اپنے آپ کو اپنے رسل بندوں کے ذریعہ دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے لیکن تاریکی کے فرزند چونکہ اس نورانی چہرہ سے جلتے ہیں وہ اپنے اضطراب سے اور جنبش سے ایسی غبار اُٹھاتے ہیں کہ ایک سیاہ اندھی اس سورج کی روشنی کے آگے کھڑی کر دیتے ہیں۔ چونکہ تاریکی کے فرزندوں کی کثرت ہوتی ہے اور رسل کے وجود سے پہلے ان کو دنیا پر تسلط ہوتا ہے ان کے خیالات کی سیاہ رات دنیا کی تمام جہات میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے اسلئے شمس ہدایت کی طرف نگاہوں کا اُٹھنا بہت دقت ہوتا ہے +

خدائے تعالےٰ کی اسی سنت کے مطابق مسیح موعود دنیا میں تشریف لائے اُن کا طلوع ایسے وقت میں ہوا کہ لوگوں کے احساس اس حد تک تغیر پا چکے تھے کہ نہایت تیز آگ کو برف خیال کرتے اور نہایت تاریک رات کو روز روشن

سمجھے ایسا زمانہ جس کا نام مجسم نئی روشنی ہے گیا اس کا کوئی فعل اور اُس کی کوئی چیز
ایسی نہیں جسنے ذرہ بھی تاریکی کا چہرہ دیکھا ہو ایسے بیمار کا تو علاج کرنا طبیب
کے لئے آسان جو اپنے آپ کو بیمار سمجھے لیکن ایسا بیمار جو اپنی بیماری کو اعلےٰ درجہ
کی صحت سمجھے اس کی تو گرد کو بھی طبیب نہیں پہنچ سکتا وہ تو ایسے ملک سے بھی
کوسوں دور ہو گا جس میں طبیب کا نام ہو چنانچہ مسیح موعود کے سورج کے طلوع
کے وقت ان اندھیرے والوں نے وہ گرد ابھاری کہ پہلی تمام اندھیریاں اس کے
سامنے باد نسیم معلوم ہونے لگیں چونکہ دنیا کی عمر اپنے انتہا تک پہنچ گئی عباد الرحمٰن
کا عباد الشیطان سے نے اپنے تمام الات کو جمع کیا ہر طرح شمس ہدایت پر تاریکی کا پردہ
ڈالا۔ لیکن یہ دنیا کا سورج تو ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کو سیاہ ابر یا سیاہ اندھیں عیسائیں
لیکن شمس ہدایت کی حرارت کے سامنے یہ تمام کی تمام بھسم ہو جاتی ہیں منجملہ ان تمام
پردوں کے جو مخالفین نے مسیح موعود کا چہرہ مخلوق الٰہی سے چھپانے کے لئے
پھیلائے ہیں وہ کتابیں بھی ہیں جن کو کہ مختلف قسم کی طبع سازی اور دھوکہ
دہی سے بھر کر لوگوں کے سامنے رکھا ہے ایک کتاب وہ بھی ہے جس کے ٹائیٹل
پیج پر مرزا صاحب اور نبوت پر قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان گڑھ کپتان سرکار
پٹیالہ کا محاکمہ ہے لکھا ہے اور عام طور پر محاکمہ کے نام سے موسوم ہے یہ کتاب
جواب خلیفۃ المسیح کے دربار سے مجھے ملی جس کے پڑھنے کے بعد اپنی سمجھ کے مطابق
کوشش کی ہے کہ اس کے جوابات ہدیہ ناظرین کئے جاویں اللہ تعالےٰ ہی فہم
بخشتا ہے اور توفیق دیتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں تمام ہدایت اور حل ہے لاحول
ولاقوۃ الا باللہ جواب دینے سے پہلے اس امر پر تنبیہ کر دینی لازم ہے کہ جس قدر
اعتراضات عموماً مخالفین نے کئے ہیں وہ سب کے سب انہی اعتراضات کے
جواب میں جو پہلے نبیوں پر ان کی امتوں نے کئے یا جو آب یہود و نصاریٰ مخالفین
اسلام اسلام پر کر رہے ہیں خصوصاً قاضی سلیمان صاحب کے اعتراضات تو بالکل
ہی اہل کتاب کے اعتراضوں سے ملتے ہیں یہ بھی مسیح موعود کی سچائی کا نشان ہے
کہ آپ کے دشمنوں نے آپ سے وہی معاملہ کیا جو پہلے راستبازوں کے دشمنوں نے
اُن راستبازوں سے کیا تھا سب سے تعجب انگیز تو یہ بات ہے کہ یہ لوگ جن عیوب

[illegible] حزب الشیطان سے

کو اہل کتاب کی طرف منسوب کرتے ہیں آپ بھی انہی کے مرتکب ہوتے ہیں ان لوگوں کے ایسے واقعات حضرت سید المرسلین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی سچائی کا بڑا بھاری نشان ہے کیونکہ آپ نے پہلے سے فرمایا تھا لتتبعن سنن من قبلکم کہ تم پہلوں کی چالوں پر چلوگے سو مسلمان ان کی چالوں پر چلے جو غضب الٰہی ان پہلوں پر ہوا - اس غضب کے آثار ان میں بھی نمودار ہیں - اللھم انا نعوذ برضاک من سخطک و بمعافاتک من عقوبتک و نعوذ بک منک لا نحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک تعجب ہے کہ حکم عدول کا عہدہ دربار رسالت سے مسیح موعود کو ملا ہے قاضی صاحب کو کس نے حکم بنایا کہ یہ محاکمہ لکھیں مسیح موعود کا تو امت میں ہونا جائز قرار نہیں دیتے مگر اس کے صفات لیکن اس کے صفات اور اس کے القاب سب کے سب اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لئے تیار ہیں - اس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں جناب قاضی سلیمان صاحب کے سوالات کو لکھا جاتا ہے اور ہر سوال کے بعد اس کا جواب لکھا گیا ہے قول سے اشارہ سوال کی طرف ہے اور اقوال سے جواب شروع ہوتا ہے - ہم نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ سوال کو بالفاظ قاضی صاحب نقل کیا ہو کہیں تو بعینہٖ آپ کے الفاظ ہیں اور کہیں بخوف طوالت ان کا ماحصل لکھا گیا ہے ✣

قاضی محمد سلیمان صاحب کے اعتراضات کا نشاۃ حضرت مرزا صاحب کا ایک اشتہار ہے جو ایک غلطی کا ازالہ کی سرخی سے شائع کیا گیا جس کے شائع کرنے کا باعث یہ ہوا - کہ شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم سابق ہیرا لال جب احمدی جماعت میں داخل ہوئے تو یہ بیچارے تو ابھی معمولی امور اسلام سے ناواقف تھے چہ جائیکہ احمدیت کے تمام امور سے آگاہی رکھتے شیخ صاحب موصوف امرتسر میں تشریف لے گئے - کسی نالائق نام کے مسلمان نے آپ سے احمدیت کا مباحثہ شروع کر دیا جس میں یہ ذکر تھا - کہ مرزا صاحب نبی ہیں انہوں نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں وہ مرزا صاحب کی کتابوں سے دکھلانے لگے - اس بنا پر حضرت صاحب نے ایک غلطی کا ازالہ نام اشتہار دیا تا کہ ناواقف مسلموں کو اور عوام کو دھوکہ نہ لگے ✣

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قول۔ مرزا صاحب نے اس اشتہار میں دو باتیں بہت ہیچ لکھی ہیں!۔
اوّل یہ کہ جماعت مرزائی میں ایسے لوگ ہیں جو مرزا صاحب کے دعوے اور دلائل سے بہت کم واقفیت رکھتے ہیں اور صحبت میں رہ کر بھی تکمیل نہیں کی ✣

اقوال۔ مولوی صاحب نے یہ بات طعن سے لکھی ہے۔ جیسا کہ ان کی بعض عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے مگر میں حیران ہوں۔ کہ اس میں طعن کی کونسی بات ہے بلکہ اس ایک بات سے اگر آپ کا دل راستی پسند ہوتا تو مرزا صاحب کو قبول کر لیتا کیا کبھی کوئی جھوٹا انسان بھی جس کی غرض محض دنیا کمانا ہو اس طرح اپنے مریدوں کی مذمت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو ہمیشہ مریدوں کو خوش کرنے کی کوشش میں لگا رہیگا ✣

کیا کسی کی غلطی اور کمزوری پر اُسے آگاہ کر دینا قابل طعن بات ہے یا قابل تعریف یاد رکھئے۔ کہ یہ نیکوں اور سعیدوں کی ہی راہ ہے کہ وہ قوم کی اصلاح میں جو اُن کا اصل مدعا ہے کبھی کوتاہی نہیں کرتے تاکہ اُن کی قوم اپنی اصلاح کرے۔ ولم یصروا علےٰ ما فعلوا وھم یعلمون الاٰیۃ کا مصداق نہیں ✣

پھر آپ یہ بتائیں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کے بعض مریدوں نے سلسلہ کی کامل واقفیت حاصل نہ کی تو اس سے حضرت مرزا صاحب کی ذات پہ کونسا الزام آیا۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین شریعت کی کامل واقفیت رکھنے والے تھے کیا سب کے سب ہی مفتی یا فقیہ تھے

کیا جو واقفیت اور معرفت حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو تھی وہی واقفیت ایک جنگل کے رہنے اعرابی اصحابی کو تھی دیکھو قرآن

شریف بھی اس کے بارے میں یہی فرماتا ہے کہ ایک گروہ قوم میں سے علماء کا ہونا چاہیے نہ کہ سب کے سب چنانچہ فرماتا ہے۔ وما کان المومنون لینفروا کافۃً فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون پھر فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الاٰیۃ +

افسوس ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعض مریدوں کی کم واقفیت پر تو آپ کو اعتراض ہے مگر اپنے افترا اور دھوکہ دہی کی مطلق پرواہ نہیں دیکھئے اسی ایک جملہ میں آپ نے کس قدر افترا کیا ہے اور لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے +

آپ کی عبارت کا خط کشیدہ فقرہ کیا مرزا صاحب کے اشتہار میں پایا جاتا ہے اور اگر ہے تو کیا اس کا یہی مطلب ہے جو آپ نے تحریر فرمایا ہے میں اس فقرہ کو یہاں نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو آپ کی دھوکہ دہی کا علم ہو جاوے اور وہ یہ ہے۔ ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے۔ اس فقرہ کا مفہوم تو یہ ہے کہ وہ صحبت میں ہی نہیں رہے مگر آپ لکھتے ہیں کہ صحبت میں رہ کر تکمیل نہیں کر سکے۔ جب آپ حضرت مرزا صاحب کی اس معمولی عبارت کا مطلب نہیں سمجھ سکے تو باریک مسائل کو سمجھنے میں آپ کی عقل کیا کام کر سکتی ہے

قولہ - دوم یہ کہ نبی اور رسول بننے کا دعوے مرزا صاحب کو مدت مدید سے ہے اور اس کے لئے براہین کے حوالہ بھی دیتے ہیں +

اقول خود بننے کا نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے بنائے جانے کا کیا براہین کے حوالوں میں دعوے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے یا خدا تعالےٰ کے الہامات درج فرماتے ہیں۔ غور سے پڑھو +

قولہ - اگر ان حوالوں سے یہ مقصود ہو کہ مسلمانوں کی خاموشی سے اپنی قبولیت نکالنا چاہیں۔ تو یہ غلط ہے کیونکہ جب مرزا صاحب کو خود اقبال ہے کہ انکے مریدوں نے بھی ان کی کتابوں کو نہیں پڑھا اور ان کے دعوے کو نہیں سمجھا تو عام مسلمانوں کا ان کی کسی کتاب کو نہ پڑھنا اور نہ سمجھنا بالاولیٰ ثابت ہو گیا +

اقول۔ اول تو یہ شق جو آپنے اختیار کی ہے حضرت مرزا صاحب کے اشتہار میں کہیں اس کا اشارہ تک بھی نہیں آپ خواہ نخواہ اس کا رد کرنے بیٹھ گئے بلکہ اس میں تو صاف پتہ لگتا ہے کہ براہین کے حوالوں سے تو صرف اتنا ثابت کرنا مقصود ہے کہ خدا تعالےٰ نے میرے لئے اپنے الہام میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا ہے اسلئے مجھے نبی اور رسول کہلانے میں کوئی تردد نہیں۔ مگر خیر اس شق پر جو آپ نے دلیل دی ہے وہ آپ کی علمیت پر کافی روشنی ڈالتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کو خود اقبال ہے کہ ان کے مریدوں نے بھی ان کی کتابوں کو نہیں پڑھا (مریدوں سے مراد اگر آپ کی سب مرید ہیں جیسا کہ آپ کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے تو یہ بالکل غلط ہے اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب نے اس کا اقبال کیا ہے بلکہ وہاں تو صاف یہ لفظ موجود ہے "ہماری جماعت میں سے بعض صاحب پھر آپ نے بعض کی قید کو کیوں حذف کر دیا کیا نقل اسی کا نام ہے) تو عام مسلمانوں کا ان کی کسی کتاب کو نہ پڑھنا اور نہ سمجھنا بالاولیٰ ثابت ہو گیا +

ناظرین! ذرا قاضی سلیمان صاحب کی اس منطقی دلیل پر تو غور فرماویں۔ کیا قاضی صاحب اسی منطق کے ناز پر آپ حضرت مرزا صاحب (جن کا سلطان القلم ہونا ایک دنیا کو مسلم ہے) کے مقابلے میں تصنیف کرنے بیٹھ گئے ہیں +

براہین احمدیہ جس کے حوالوں سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے سلسلہ مریدین شروع کرنے سے پہلے کی شائع ہوئی ہوئی ہے اس پر یہ کہنا کہ جب مرزا صاحب کے مریدوں نے اس کو نہیں پڑھا تو عام مسلمانوں نے کیونکر پڑھ لیا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے جبکہ مسلمانوں کی یہ تقسیم موجود ہی نہ تھی جو آپ نے اپنی کتاب میں کی ہے بلکہ اس وقت تو تمام عام مسلمان ہی تھے +

دوم آپ خود لکھتے ہیں کہ فلاں فلاں آدمی نے اس کو پڑھا اور اُس کو مجانین کے خیالات کہے۔ ایک ہی جملہ میں عام مسلمانوں کا نہ پڑھنا اور نہ سمجھنا اور پھر پڑھنا اور اسکو سمجھ کر مجانین کے خیالات کہنا کیا یہ تناقض نہیں تو اور کیا ہے +

اس کے بعد ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے بعض مریدوں

کے آپ کی کتابوں کو نہ پڑھنے سے یہ کس طرح لازم آگیا کہ دیگر تمام مسلمانوں نے بھی ان کتابوں کو نہیں پڑھا یہ لزوم کی کونسی قسم ہے واضح کر کے بیان کیجئے +

آپ اتنا ہی خیال کرتے کہ آخر مرزا صاحب کے مرید وہی لوگ ہیں جو عام مسلمانوں سے نکل کر آئے ہیں۔ اور بہت سے ان میں سے ایسے ہی ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کے مطالعہ سے ہی آپ کی صداقت کو مانا ہے۔ یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک انسان جب کسی شخص کو صادق اور راستباز اور خدا کا مامور یقین کر لے اور اس کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو جائے تو پھر اس کی دوسری کتب کے مطالعہ سے تساہل کرے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ مخالفین بالکل ہی نہ پڑھیں بلکہ وہ ضرور پڑھینگے بعض تو اسلئے تا کہ ان کو صداقت مل جاوے کیونکہ وہ صداقت کے بھوکے ہوتے ہیں اور اور بعض اپنی شقاوت قلبی سے تردید کرنے کے لئے پڑھینگے۔ الغرض ضرور پڑھینگے خواہ کسی رنگ میں پڑھیں۔ اچھا اگر فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ کسی نے نہ کسی کتاب کو پڑھا اور نہ ہی سمجھا تو کیا آپ کے تمام اعتراضات جو آپ نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں مرزا صاحب کی کتابوں کے پڑھنے کے بغیر ہی کئے ہیں؟

قولہ مولوی غلام علی صاحب۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری و مولوی عبد العزیز صاحب نے ان الہامات کو مجانین کے خیالات بتارہا ہے +

اقول۔ یہ تو قاعدہ ہی ہے اور سنت اللہ اسی طرح چلی آتی ہے کہ صادق کو مجنون کہا جاوے اگر اس وقت کے بیہودہ صفت لوگوں نے اپنے زمانہ کے رسول کو مجنون کہہ دیا تو کونسی بڑی بات ہے اور مرزا صاحب کی شان میں کونسا فرق آگیا۔ بلکہ ان کا مجانین کے خیالات کہنا تو منجملہ آپ کی صداقت کے نشانات میں سے ایک زبردست نشان اور منہاج نبوت پر ہونے کی قوی دلیل ہے۔ کذلک ما اتی الذین من قبلہم

آپ یہاں پر کہیں لفظی اعتراض نہ کریں کہ میں نے تو تمام کا لفظ نہیں لکھا بلکہ عام کا لفظ لکھا ہے۔ اور عام سے مراد ان پڑھ اور معمولی الشان ہوا کرتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ اس جگہ آپ نے مرزا صاحب کے مریدوں کے مقابل عام مسلمانوں کو رکھا ہے گویا کہ کل مسلمان کے آپ نے دو گروہ بنائے ہیں ایک خاص اور ایک عام خاص سے مراد تو آپ نے مرزا صاحب کے مرید لئے ہیں اور عام سے مراد تمام وہ دیگر مسلمان جو مرزا صاحب کے مخالف ہیں +

من رسول الا قالوا ساحر او مجنون - اتواصوا بہ بل ھم قوم طاغون ❊

دوسرے جب آپ خود ہی مانتے ہیں کہ عام مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کو بھی نہیں پڑھا اور نہ ہی سمجھا تو پھر ان لوگوں کا بغیر سمجھنے کے مجانین کے خیالات کہنا خود مجنونانہ حرکت نہیں تو اور کیا ہے ❊

قولہ - قادیاں میں آنے والے مریدین کی درندگی وحوش طبعی بدتہذیبی بداخلاقی بدکلامی دشنام دہی بلکہ استعمال کلمات فحش کا ذکر مرزا صاحب نے اپنے رسالہ شہادۃ القرآن کے آخری اشتہار میں کیا ہے ❊

اقول - جہاں تک میں نے غور کیا ہے اس بات کے لکھنے سے آپ کی سوا اس بات کے اور کوئی غرض نہیں کہ آپ جہلاء کو دھوکہ دیں کہ جب اس شخص کے مرید ایسے ہیں تو خود یہ شخص کس طرح سچا ہو سکتا ہے ❊

مگر آپ یاد رکھیں کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر واقع ہوا ہے اسلئے جو اعتراض اس پر آپ کرینگے وہی اعتراض دیگر انبیاء پر وارد ہوگا - کیا کسی نبی کی قوم کے بعض افراد ہیں اگر کچھ غلطیاں یا کمزوریاں ہوں تو یہ اس نبی کے کاذب ہونے پر دال ہوا کرتا ہے اصل بات یہ ہے - کہ یہ حالات وقتی ہیں - کہ بعض افراد سے کسی خاص وقت میں کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو اس کو دور اٹھا جاتا ہے - اس سے یہ منشاء کبھی نہیں ہوتا - کہ ان کی یہ حالت مستمرہ ہے - ورنہ جائیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے واقعات پر ہی نظر ڈالو جن کی شان میں رضی اللہ عنہم اور کنتم اعداء فالف بین قلوبکم کی شہادتیں نازل ہو چکی تھیں - کیا ان میں اس قسم کی غلطیاں نہ تھیں کیا ان کی آپس میں لڑائیاں نہیں ہوا کرتی تھیں - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے جانے پر جو نبی کریم نے خطبہ پڑھا تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں معذور سمجھا جاوے جنہوں نے میرے اہل پر الزام لگایا ہے - تو کیا سعد بن معاذ نے یہ عرض نہیں کیا تھا - اگر وہ ہمارے قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیتے ہیں اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج سے ہے تو آپ حکم دیجئے ہم ابھی تعمیل کر دینگے - تو کیا خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو غیرت نہیں آگئی تھی اور اس نے سعد بن معاذ کو یہ نہیں کہا تھا - کہ تو جھوٹا ہے تو ہرگز ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل

نہیں کر سکتا اور دوسری طرف سے سعد کے چچا اسعد بن حضیر نے اٹھ کر سعد بن عبادہ کو یہ نہیں کہا تھا کہ تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے ہم ضرور اس کو قتل کرینگے پھر یہاں تک یہ دونو قبیلے بڑھے کہ قریب تھا کہ ان میں تلوار چل جاتی اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کوشش کر کے ان کو خاموش نہ کراتے۔

اب دیکھئے کہ یہ واقعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی موجودگی میں ہوا ہے حالانکہ جن واقعات پر شہادت القرآن میں اُن کو ڈانٹا گیا ہے۔ وہ حالت خطبہ اور مسجد اور عین دربار رسالت میں نہیں ہوئے۔ کیا اس کا نام شائستہ اور پاک کلمات رکھینگے۔ دیکھو بخاری تفسیر سورہ نور۔

کیا غزوہ تبوک والا واقعہ آپ کو بھول گیا ہے جس میں ایک مہاجر نے ایک انصار کے لات ماری تھی اور اس نے یا للانصار اور دوسرے نے یا للمہاجرین کہکر پکارا تھا۔

کیا طعمہ بن ابیرق کی زرع چرانے کا واقعہ کوئی پوشیدہ امر ہے پھر سب سے بڑھ کر کیا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے اُولوالعزم صحابہ آپس میں نہیں جھگڑ پڑے تھے جس پر آخر یہ آیت لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی نازل ہوئی۔

کیا ان واقعات سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اعلےٰ میں کچھ فرق آجاتا ہے۔ جو اصلاح آں حضور نے صحابہ کی فرمائی کیا دنیا اس کی نظیر پیش کر سکتی ہے باوجود اس کے پھر بھی کبھی نہ کبھی صحابہ میں بھی رنجش اور جھگڑا ہو ہی جاتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ جہاں مختلف طبائع اور مختلف قوموں اور مختلف حیثیتوں کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہونگے۔ ضرور ان میں کبھی کبھی اختلافات اور لڑائی بھی ہو سکتی ہے مگر کمال یہ ہے کہ دلوں میں کینہ اور بغض کو جگہ نہ دی جاوے۔

پس جبکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کے بعض افراد سے کسی نہ کسی وقت ایسے امور سرزد ہو جاتے تھے اور باوجود اس کے آں حضرت فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی حرف نہیں آتا۔ تو مرزا صاحب

پر کیا وجہ ہے۔ پھر اگر آپ اس واقعہ کو گہری نگاہ سے دیکھتے تو اس سے بھی آپ کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت ہی نظر آتی کیونکہ مرزا صاحب کے جن مریدوں میں یہ عادتیں ہیں آخر وہ وہی لوگ ہیں جو عام مسلمانوں سے نکل کر آئے ہیں پس یہ عیب جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں۔ در اصل مسلمانوں میں پہلے ہی موجود تھے اور ان عیوب کا ہونا صاف بتاتا ہے کہ مسلمانوں کی حالت بہت بگڑ چکی تھی اور ان کی حالت کا بگڑنا تو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی ضرورت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ مرزا صاحب تو مصلح تھے اور مصلح کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس شخص کے عیوب کھول کر بیان کرے جس کی اصلاح مدنظر ہے تاکہ وہ ان کو چھوڑ سکے اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی غلطیوں کو علی الاعلان شائع کیا تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں +

قولہ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اس الہام سے اپنا دعوے رسالت نکالا ہے حالانکہ براہین میں اسی کو مسیح کے لئے جسمانی اور سیاست ملکی کے لئے پیشگوئی مانا ہے۔ کیا براہین کے اس بیان پر آپ کو ایمان ہے کہ نہیں اگر آپ خود مسیح ہیں تو سیاست ملکی کی عنان کب ہاتھ میں لینگے +

اقول۔ اگر آپ براہین میں اس کی اگلی عبارت کو بھی ساتھ ہی پڑھ لیتے تو آپ ایسے شبہ کرنے سے ضرور باز رہتے چنانچہ ہم یہاں ناظرین کے لئے اس عبارت کو نقل کر دیتے ہیں۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئیگا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاوینگے تو اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاویگا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا

نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدّے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسےٰ کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہے تو وہ احمد ہے اگر وہ محمود ہے تو وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتدا سے ہی اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں ہو یا بعد وفات انتہےٰ +

اب اگر غور سے اس عبارت کو دیکھا جاوے۔ تو صاف پتہ لگتا ہے کہ دراصل تو الہام کے مصداق آپ ہی ہیں مگر بوجہ اس پرانے عقیدہ کے جو عام مسلمانوں میں رائج تھا۔ کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاوینگے اور جسمانی طور پر حکمرانی کرینگے +

(۳) آپ نے بھی ایسا ہی لکھ دیا۔ چنانچہ اس تمام عبارت میں صرف دو ہی فقرے ایسے ہیں جن میں مسیح کی آمد ثانی کے متعلق ذکر کیا ہے ورنہ باقی تمام عبارت میں آپنے صاف بتا دیا ہے کہ پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں اور غلبہ اسلام روحانی طور پر مجھ سے ہی ہوگا اور مسیح کے ساتھ مجھے مشابہت تامہ ہے۔ اس میں شک نہیں اور نہ ہم انکار کرتے ہیں کہ شروع شروع میں جب خدا تعالےٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہوا تو حضرت مرزا صاحب کو کھول کر یہ نہیں بتایا گیا کہ دراصل آنے والے مسیح آپ ہی ہیں۔ بلکہ حسب سنن الہیہ ایماءً الہام کر دیا گیا اور چونکہ آپ بھی اسی پرانے عقیدے پر تھے اس واسطے آپنے

بھی ان کو اپنے پر چسپاں کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جہاں تک ہوسکا اس کی تاویل کر کے حضرت مسیح کی آمد ثانی پر لگا دیا۔ جیسا کہ آپ کی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے ورنہ اگر آپ منصوبہ باز ہوتے تو ضرور آپ اسی وقت دعوے کر دیتے۔

باقی آپ پوچھتے ہیں کہ اگر مسیح آپ ہی ہیں۔ تو پھر جسمانی طور پر عنان حکومت ہاتھ میں لینگے یا نہیں تو اُس کا جواب صاف ہے کہ جب اس کی بنیاد اسی پرانے باطل عقیدہ پر تھی جو مسیح کے آنے اور ظاہری سلطنت کرنے کے متعلق عام مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ تو جب اس عقیدہ کا بطلان ہی الہام سے پتہ لگ گیا تو اب آپ کا یہ سوال کرنا بیجا ہے۔ ہاں آپ جس حیثیت اور غرض کے لئے مسیح تھے اُس کو آپ پہلے براہین میں بتا چکے ہیں یعنی روحانی طور پر جیسا کہ عبارت متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔

قولہ۔ اگر دونو باتوں سے انکار ہے تو پھر براہین کا حوالہ کیونکر مفید ہو سکتا ہے

اقول۔ براہین کا حوالہ تو صاف طور پر مفید ہے۔ کیونکہ اس سے تو صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ میری نسبت خدا تعالےٰ نے رسول کا لفظ فرمایا ہے۔ اور وہ اس الہام میں صاف ہے باقی رہا یہ کہ وہاں اس کو مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے تو وہ میں بتا آیا ہوں۔ کہ اپنی نسبت بھی لکھا ہے۔

قولہ۔ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء ۔ اشتہار میں اس الہام سے نبی ہونے کا استدلال کیا ہے اور براہین میں لکھا ہے کہ امت محمدیہ کے بعض افراد کو حلہ انبیاء عطا ہوتا ہے یہ لوگ نبی نہیں ہوتے۔

اقول۔ ان دونو قولوں میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ خود متکلم اپنی کلام کی تشریح کرتا ہے ولکل ان یصطلح۔ دیکھئے اشتہار میں نبی ہونا اور اپنا نبی نہ ہونا دونو کی تفسیر فرماتے ہیں۔

"اور جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر میں ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول اور مقتدا

سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"۔ اب اس سے صاف پتہ لگتا ہے "کہ وہ نبی نہیں ہوتے ہیں اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ صاحب شریعت نبی نہیں ہوتے اور جہاں لکھا ہے کہ وہ نبی ہوتے ہیں وہ غیر تشریعی نبی ہیں۔ اب تناقض کہاں رہا کیونکہ تناقض میں موضوع کا ایک ہونا بھی شرط ہے اور یہاں موضوع مختلف ہیں ایک کا موضوع تشریعی نبی اور ایک کا غیر تشریعی نبی +

قولہ - آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر غور کیجئے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۷۵ میں آیت کے تمسک سے اپنے آپ کو رسول اللہ کا صرف جزو اور اپنی نبوت کو غیر تامہ بتلایا تھا اور اشتہار میں اسی کی دلیل پر اپنا رسول اور محمد خاتم الانبیاء ہونا تحریر کیا ہے +

اقول - قاضی صاحب خشیۃ اللہ کیا اسی کا نام ہے۔ دو تین سطروں میں آپ نے دو جھوٹ بولے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ ازالہ کے صفحہ ۵۷۵ میں آپ نے اپنی رسالت کو جزوی رسالت لکھا ہے مگر آپ کی مذکورہ آیت سے کہاں تمسک پکڑا ہے ہمیں تو ازالہ کے صفحہ ۵۷۵۔ اور اس سے پہلے اور پچھلے صفحوں کو غور سے پڑھا ہے وہاں تو کہیں بھی اس آیت سے تمسک نہیں پکڑا بس جب ازالہ میں اس آیت سے تمسک ہی نہیں تو آپ کا ثابت کردہ تناقض بھی ساتھ ہی ہَبَاءً مَّنثُورًا ہو گیا +

دوسرا جھوٹ آپ نے یہ بولا ہے۔ کہ اشتہار میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو محمد خاتم الانبیاء لکھا ہے۔ حالانکہ تمام اشتہار میں یہ عبارت آپ کہیں نہیں دکھلا سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں اشتہار میں یہ لکھا ہو کہ میں مستقل طور پر نبی اور رسول ہوں آگے یہ اشتہار تو تمام کا تمام ہی اس کے رد میں بھرا ہوا ہے اور اسی ایک بات کا اس میں زور دیا گیا ہے کہ میں کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوں بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کی ہی برکت ہے کہ مجھے نبی کا درجہ ملا ہے مگر آپ کی اس

٭ بلکہ وہاں صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اپنے بروزی کی قید کو کیوں اُڑا دیا ہے

صریح کذب بیانی کو ظاہر کرنے کے لئے ہیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتہاء کے چند ایک مقامات یہاں نقل کر دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو پتہ لگ جاوے کہ قاضی صاحب موصوف نے کس قدر تعصب سے کام لیا ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں "کہ اس قسم کا نبی (یعنی صاحب شریعت نبی) اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعاً نہیں آسکتا۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا ہمارے نزدیک معصیت ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے" +

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں ہیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی +

"لاسبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ یعنی النبی صلے اللہ علیہ وسلم"

"ہمارے نبی کے بعد قیامت تک ایسا کوئی نبی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو جس کو بغیر توسط آنجناب اور فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جاوے جو نبی نبوت کا لقب عنایت کیا جاوے۔ ومن ادعی فقد کفر +

"اگر بروزی معنی کی رو سے بھی کوئی شخص نبی یا رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس دعا کے کیا معنی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا"

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اسی کے واسطے

سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا ہے ۔۔ اب کرتا ہوں"۔

"یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے۔ کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات ہیں جن سے صاف پتہ لگ رہا ہے کہ آپ نے کہیں بھی یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ میں وہی محمد ہوں یا وہی خاتم الانبیاء ہوں یا کوئی مستقل صاحب شریعت نبی ہوں مگر میں خوف طوالت سے انہی پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اب دیکھئے نہ تو ازالہ میں اس آیت سے تمسک کا ذکر ہے اور نہ ہی اشتہار میں اپنے آپ کو وہی خاتم الانبیاء کہا ہے پھر سوائے اسکے۔ اور ہم کیا کہیں کہ لعنت اللہ علے الکاذبین۔

قولہ - براہین کے الہام محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علے الکفار رحماء بینھم سے ثابت کیا ہے کہ میرا نام محمد ہے حالانکہ براہین میں صراحتہً کیا کنایتہً بھی اس کا ذکر نہیں اور نہ ہی اس اشتہار تک کسی اور کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اس خاموشی کے کیا معنی۔

اقول - اس بات نے تو پوری طرح سے آپ کی قلعی کھول دی ہے کہ آپ نے کہاں تک حضرت مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے بلکہ اس کے اس دعوے کی کہ دیگر مسلمانوں نے آپ کی کتب کو نہیں پڑھا کسی قدر تصدیق کر دی ہے کیونکہ کم از کم دیگر مسلمانوں میں سے آپ نے تو ضرور ہی حضرت مرزا صاحب کی کتب کو نہیں پڑھا اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔

ساری بنا تو آپ کے اعتراض کی اسی بات پر ہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اشتہار سے پہلے کسی کتاب میں اپنے آپ کو محمد کے نام سے نہیں پکارا اب میں آپ کی خدمت میں دو حوالے پیش کرتا ہوں ان پر آپ غور کریں۔

اور پھر اپنے اعتراض کو بھی دیکھیں۔ اوّل فتح اسلام میں حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں :-

"حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی روحانی حالت عمرؓ کی روحانی حالت کے موافق ہو گئی وہی ضرورت کے وقت محدث ہوگا۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی ایک مرتبہ اس بارے میں الہام ہوا تھا۔ فیک مادۃ فاروقیہ۔ سو اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت کے علاوہ جس کی تفصیل براہین احمدیہ میں بہ بسط تمام مندرج ہے۔ حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔" جن سطروں پر میں نے خط کھینچ دیا ہے ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ دیگر ان تمام بزرگوں سے بھی مشابہت ہے جن کا براہین میں ذکر ہے اور براہین میں یہ الہام بھی درج ہے۔ اس جگہ تو حضرت نے مجمل ذکر کیا ہے اب میں آپ کو ایک ایسا حوالہ بتاتا ہوں جس میں کھلے طور پر اپنا نام محمد لکھا ہے اور وہ یہ ہے :-

"منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمدؐ و احمد کہ مجتبیٰ باشد"

کیا قاضی صاحب اب بھی آپ کی تسلی ہوئی یا نہیں۔ پس جبکہ آپ کی بنیاد کو ہی اکھیڑ دیا تو پھر باقی عمارت تو خود بخود ہی گر گئی کسی کے گرانے کی ضرورت نہیں۔ مگر ہم آپ کی اس بات کو مان کر بھی کہ آپ نے کہیں نہیں لکھا پھر بھی بتاتے ہیں۔ کہ اس میں بھی کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ قاضی صاحب کیا کسی بات کا ذکر نہ ہونا اس امر پر دال ہوا کرتا ہے کہ وہ امر واقع میں ہے ہی نہیں۔ کیا ایک آدمی اگر چند برس تک اتفاقاً اس بات کا ذکر نہ کرے کہ وہ فلاں شخص کا بیٹا ہے۔ تو کیا اس مدت کے بعد اس کے اظہار کرنے پر یہ کہا جاویگا کہ تو فلاں کا بیٹا ہرگز نہیں کیونکہ تو نے اس مدت میں اس سے خاموشی اختیار کی رکھی اور کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ یاد رکھیں کہ بغیر ضرورت کے کسی امر کا ظاہر کرنا لغو ہوتا ہے۔ ہر ایک امر کا اظہار اپنے محل اور موقعہ پر ہی اچھا لگتا ہے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت تو آپ کا کوئی دعوےٰ ہی نہ تھا۔ اسلئے اس وقت تو

جس قدر الہامات آپ کو ہوئے آپ نے درج فرما دیئے اور نہ ہی پیچھے کوئی ضرورت پیش آئی کہ اس کو کھولتے (بقول آپ کے) +

لیکن اب جب ضرورت پیش آئی تو اُس کو کھول کر بتا دیا۔ کہ میں واقعی رسول ہوں اور مجھے خداوند تعالےٰ نے رسول کہ کر پکارا ہے اور بطور شہادت کے ان الہامات کا بھی ذکر کر دیا اس میں اب کونسا تناقض ہُوا۔ ہاں تناقض تب ہوتا کہ ایک ہی وقت میں حضرت اقدس اس الہام کا مصداق بنتے اور اسی وقت انکار بھی کرتے اس صورت میں آپکا کوئی ہاتھ گو پڑ سکتا تھا نہ پڑ سکتا لیکن اب تو آپ کا اعتراض ناواقفی پر دال ہے +

اچھا میں اس بات کو مان لیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب فداہ ابی وامی کو اس الہام کے وقت یہ علم نہیں تھا۔ کہ یہ الہام میری نسبت ہے تو بھی بتلیئے کہ اس میں کونسا نقص لازم آتا ہے کیا اگر کسی ملہم کو ایک الہام ہو اور اس کی تفہیم ایک مدت کے بعد بتائی جاوے تو کوئی عقلمند یہ کہ سکتا ہے کہ اب یہ تفہیم غلط ہے اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اتنی دیر تک کیوں اس کا اظہار نہیں کیا گیا۔ کیا نبی کریم اپنی خواب کی بناء پر حج کے لئے نہیں گئے تھے اور اگر آپ کو اسی وقت تفہیم ہو جاتی تو کیوں آپ مدینہ سے باہر نکلتے۔ پس جب کہ یہ علم سنت اللہ ہے کہ تفہیم بعض اوقات بعد میں بھی ہُوا کرتی ہے تو حضرت مرزا صاحب پر کونسا اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ نے براہین میں صرف الہام کو درج فرما دیا اور اس کے مصداق سے بوجہ تفہیم نہ ہونے کے سکوت اختیار کر لیا اور بعد تفہیم کے اس کا اظہار لوگوں پر کر دیا کہ اس کا مصداق میں ہی ہوں تو کونسا حرج لازم آگیا آپ غور فرمائیں +

قولہ۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی جو کفار کے لئے سخت تھے اُنہوں نے ہرقل اور پرویز کی سلطنتوں کو فتح کیا اور باہمی رحم ایسا تھا۔ کہ تنگی میں بھی خود پانی نہ پیتے اور ایک دوسرے کو پلاتے تھے۔ مرزا صاحب اپنے مریدوں کے باہمی برتاؤ کی شہادت تو شہادۃ القرآن میں دے چکے ہیں اب پبلک کو دیکھنا باقی ہے۔ کہ وہ شدت پر کفار کا کیا نمونہ دکھلاتے ہیں +

اقول۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما اگر باوجود آپس میں جنگ

کرنے کے اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کروانے کے بھی رحماء بینھم کے مصداق ہو سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب فداہ ابی و امی کے چند مرید آپس میں معمولی بول چال کی وجہ سے اس آیت کے مصداق نہ ہو سکیں۔ باقی شدت بر کفار کا آپ پوچھتے ہیں۔ سنئے حضرت مرزا صاحب کے مریدوں نے کس قدر اپنے آپ کو کفار پر شدید ثابت کیا ہے آپ اور آپ جیسے کئی اور مولویوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت تتر بتر ہو جاوے کفر کے فتوے دیئے واجب القتل ٹھیرایا بیویوں کی طلاق کے فتوے دے دیئے بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ان سے تعلق رکھنے والوں کو کیا بلکہ اُن کے لکچروں کے سننے والوں کی بیویوں کو بھی طلاق ہو جائیگی مگر کیا کسی مرید کا قدم پھسلا گیا کسی کے دل میں آپ کی تقریروں یا تحریروں یا فتوے کا کچھ بھی اثر ہوا کیا اس سے بڑھ کر شدت بر کفار بھی کوئی ہو سکتی ہے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ہرقل اور پرویز کی سلطنتوں کو فتح کیا تھا تو حضرت مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں کو خدا کے فضل و کرم سے آپ لوگوں پر ایسی عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے جس کی نظیر سوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور کسی نبی کی جماعت میں نہیں مل سکتی۔ کیا حضرت مرزا صاحب اکیلے نہیں تھے اور پھر کیا صرف چند آدمی ہی آپ کے ساتھ نہیں ہوئے مگر دیکھا کہ باوجود دشمن کے کثیر اور طاقتور ہونے کے بھی ان چند ہی آدمیوں نے کس قدر ترقی کی کہ اب ہر شہر میں دیکھو احمدیوں کی ایک معقول تعداد پائی جاتی ہے اور کس قدر ان پر خدائے تعالےٰ کا فضل ہے کہ آپ کے بھائی ہند بھی جہاں کہیں مذہبی جلسہ کرتے ہیں احمدی علماء سے ہی اس کو بارونق بناتے ہیں دل سے تعصب اور عناد کو دور کر کے ذرا آپ حضرت مرزا صاحب کی کامیابی اور اپنی ناکامی پر غور کریں تو آپ خود ہی سمجھ جائینگے۔

قولہ ۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو تصویر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور ظلی اور بروزی طور پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم بنتے ہیں سوال یہ ہے۔ کہ ان الفاظ کے معنی ایک ہیں یا جدا جدا اگر جدا جدا ہیں تو پھر کس لفظ کے اعتبار سے محمد صلے اللہ

علیہ وسلم ہیں۔ تصویر کو اصل سے کیا نسبت شکل انعکاسی کو اصل وجود کے کمالات کس طرح مل سکتے ہیں نبی کریم نے بیت اللہ سے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویروں کو محو کرا دیا اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔ تصویر خواہ کسی نبی یا رسول کی ہی کیوں نہ ہو قابل محو ہے ؎

اقول۔ قاضی صاحب سنبھل کر چلیں۔ ہر ایک مصور کو لعنت کا مصداق نہ بنائیں۔ اللہ تعالےٰ بھی مصور ہے۔ ھو اللہ الخالق البارئ المصور۔ انسان کی تصویر بنائی ہوئی تو قابل عزت نہ ہو۔ لیکن خدا کی بنائی ہوئی تصویر اپنے اندر کمالات رکھیگی اور اس کو محو کرنے والا انسان مقتول یا ملعون ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنی تصویر خود نہیں بنائی نہ کسی انسان نے اس کے بنانے میں دخل دیا ہے یہ صنع اللہ ہے۔ ما ترےٰ فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر ھل ترےٰ من فطور۔ ان تمام الفاظ کے معنی حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں تو ایک ہی لئے گئے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے!

" اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو۔ تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر پس باوجود اس شخص کے دعوے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے اور اسی کا نام ہے "

اب اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ظل اور تصویر سے ایک ہی مفہوم مراد لیا گیا ہے ؎

پھر ایک جگہ فرمایا کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر بوجہ صفت آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا" اب اس میں بھی ظل اور انعکاس کا ایک ہی مفہوم ہے پھر ایک جگہ فرماتے ہیں جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ

وسلم ہوں اور بروزی رنگ ہیں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔" اب اس میں بھی بروز ظل اور انعکاس کا ایک ہی مفہوم بتایا ہے۔ پس جب ان کے معنی صاف طور پر ایک ہی ہیں تو پھر آپ کا یہ لکھنا کہ ان کے معنی ایک ہی ہیں یا جدا جدا اور اگر جدا جدا ہیں۔ کس بات پر دلالت کرتا ہے اب خود ہی سمجھ لیں۔

پھر آپ نے خود ہی الگ الگ معنی کر کے ہر ایک پر کچھ کچھ اعتراض کئے ہیں جس کو بمع جواب ذیل میں درج کرتا ہوں۔

سوالات تصویر کو اصل سے کیا مناسبت۔ انعکاس کو وجود یا وجود کے کمالات کس طرح مل سکتے ہیں کسی وجود کے ساتھ پس ہم ہیں وہ کمالات کس طرح موجود ہو سکتے ہیں۔

قاضی صاحب نے اس میں تصویر کے وہی معنی کئے ہیں جو عام لوگ کیا کرتے ہیں یعنی وہ نقش جو لوگ کسی دیوار پر یا کسی کاغذ پر کسی نقاش یا کسی فوٹوگرافر سے کھچواتے ہیں مگر ہر ایک سلیم العقل انسان غور کر سکتا ہے کہ آیا حضرت مرزا صاحب کی مراد اس جگہ وہی ہے جو قاضی صاحب نے سمجھی ہے یا دیدہ دانستہ تم تلبسون الحق و انتم تعلمون کے مصداق بنے ہیں۔

یہ ایک ..... کھلی بات ہے کہ اگر کوئی مصنف اپنی تصنیف کے ایک لفظ کے کچھ معنی کرے تو وہ خواہ لغت یا عرف کے خلاف ہی ہوں مگر کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ کم از کم اس کی تصنیف میں سوائے ان معنوں کے کوئی اور معنی کر سکے۔ لکل ان یصطلح اب حضرت مرزا صاحب کے تمام اشتہار کو پڑھ جاؤ ان لفظوں کا صرف یہی مفہوم پاؤ گے۔ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں محو ہو کر فنا فی الرسول کی حالت تک پہنچ کر اور آیت ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کے ماتحت اور دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی قبولیت پر جو شخص درجہ نبوت کا پاتا ہے اور وہ خلق میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم رنگ ہو

اس کو تصویر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور اسی کا نام ظلی اور بروزی نبی ہے+

پھر اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ کاغذوں پر یا دیواروں پر تصویر کھینچنے والے انسان ہوتے ہیں جن میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ اصل وجود کے کمالات بھی اس میں رکھ دیں مگر اس جگہ تصویر کھینچنے والا اور عکس صورت بنانے والا خداوند تعالےٰ ہے۔ جس میں یہ سب قدرتیں ہیں کہ وہ اصل جس کی تصویر بنائی ہے اس کے تمام کمالات تصویر میں بھر دے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اب دیکھو کہ کیا انسان میں اللہ تعالےٰ کی صفات کا نمونہ موجود نہیں پھر تصویر کے معنی لغت میں تمثیل کے لکھے ہیں۔ تو کیا کسی شخص کی تمثیل بغیر اس کی صفات کے پائے جانے کے ہو سکتی ہے+

اب جبکہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان کے مقولہ کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے خود ان الفاظ کو حل کر دیا تھا۔ تو قاضی صاحب کو ان کے خلاف ظاہر کر کے عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کو اس جگہ اپنی قرآن دانی حدیث دانی اور لغت دانی جتلانا مقصود ہے مگر افسوس ہے کہ قاضی صاحب نے بجائے اس کے ان اعتراضوں سے اپنے علم کی پردہ دری کر دی ہے ناظرین ذرا غور سے ان معنوں کو سنیں جو قاضی صاحب نے کئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں تصویر بنانے والے پر نبی کریم صلے اللہ علیہ۔ لعنت فرمائی ہے قاضی صاحب اگر آپ تصویر کو صرف ایک ہی معنی میں حصر کر دینگے جیسا کہ آپ نے کیا ہے اور پھر اس جملہ کو بھی مطلق چھوڑ دینگے تو آپ کو بھی مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا۔ جس کا حل پھر آپ سے ممکن نہیں کیا قرآن شریف میں خدا نے اپنا نام مصور نہیں رکھا ہے ابت۔ ھو الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنےٰ پر غور کرو۔ اب اس جگہ تو خدا ے تعالےٰ نے مصور نام کو اسماء حسنےٰ میں سے قرار دیا۔۔۔۔ ہے کیا اس جگہ بھی آپ کا اطلاق جاری ہو سکیگا کچھ تو غور فرما لیا ہوتا+

پھر آپ فرماتے ہیں کہ تصویر قابل محو اور ... ازالہ کے ہیں اس کو بھی آپ نے مطلق دکھایا ہے صور نا کم پر غور کریں کہ اب حقیقۃ انسان ہیں گیا وہ سب قابل محو اور ازالہ کے ہیں اگر ہیں تو ابدالآباد زندگی کے کیا معنی اور غیر مجذوذ اور غیر ممنون جیسے الفاظ قرآن شریف میں کس غرض کے لئے بولے گئے ہیں"

قولہ - اب رہا ظلی طور پر محمد ہونا تو کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ کسی وجود کے سایہ میں بھی وہی کمالات موجود ہوتے جو شخص میں تھے ہیں

اقول - قاضی صاحب نے اس جگہ ظل کے معنوں کو صرف سایہ میں ہی حصر کر دیا ہے حالانکہ اس کے لغت میں کئی معنی آئے ہیں جن کو میں ناظرین کی خاطر بتفصیل درج کرتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ ہر ایک معنی کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کا ظل نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہونا صاف طور پر واضح ہے

(۱) من کل شیءٍ شبحہ مہ قولہم لا یفارق ظلی ظلک اسے سواد کی بیعنی میں تجھ سے جدا نہیں ہونگا - اس جگہ ظل کے معنی سایہ کے نہیں بلکہ خود اسی شخص کو ظل کہتے ہیں جس کے لئے یہ لفظ بولا جاوے جیسا اوپر کی مثال میں واضح ہے بلکہ تصدیق ... شاعر کا ایک شعر بھی ہے - لما نزلنا رفعنا ظل اخبئۃ - یعنی جب ہم اترے تو ہم نے اپنے خیموں کو گاڑا - اب تو کیا کبھی کسی نے سایہ کو بھی گاڑا ہے *

اب جب ظل کے معنی خود اس شخص کے ہو گئے تو اب اعتراض بالکل صاف ہو گیا کیونکہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ خود نبی کریم کی شخصیت ہی اپنے اندر رکھتے تھے - چنانچہ آپ نے لکھا ہے "پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت سے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے

پاس نہیں لیکن محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باقی کوئی یہ کہے کہ وہ عین محمد نہیں تو یہ ٹھیک ہے کمالات محمدیہ کے لحاظ سے عین محمد ہی ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے خود فرمایا ہے کہ "ایک بروز محمدی مع جمیع کمالات محمدیہ کے آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا" بلحاظ حیثیت کے غیر ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہم ایک شخص کو کسی مشابہت سے اس کا عین بھی کہہ سکتے ہیں اور غیر بھی جیسا کہ بہادر آدمی کو شیر اب وہ بلحاظ صفت شجاعت کی مناسبت کے شیر بھی ہے اور بلحاظ جسمیت کے اس کا غیر بھی ہے ؛

(۲) دوسرے معنی ظل الشئے کہ یعنی شئے کی حقیقت اب صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نبی کریم کی حقیقت ہیں کیونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ردی حالت کی وجہ سے آپ کے کمالات کا چہرہ بالکل چھپ گیا ہوا تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی آکر آپ کی حقیقت کو دنیا پر ظاہر کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است　　بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

(۳) تیسرے معنی پھر ظل کبھی موضع　　پر بولا جاتا ہے۔ جیسے غریب لوگ کہتے ہیں اترکہ ترک انطیبی ظلہ　　یعنی موضع　　ظلہ مطلب اس کا یہ ہے کہ میں اس کو اس طرح چھوڑونگا جس طرح ہرن اپنے سایہ کی جگہ کو چھوڑ دیتا ہے اس معنی کو دیکھو تو اس کے لحاظ سے بھی حضرت مرزا صاحب صاف طور پر ظل محمد ہیں یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سایہ کی جگہ ہیں آپ پر آن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ آکر پڑتا ہے اور یہ بھی سچی بات ہے کیونکہ جس قدر فیض اور روشنی حضرت مرزا صاحب نے دنیا کو پہنچائی ہے وہ چاند کی طرح حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی لیکر پہنچائی ہے چنانچہ آپ اس اشتہار میں ہی خود فرماتے ہیں۔ لا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسط یعنی نبی کریم کے توسط کے بغیر اللہ تعالےٰ کے فیضوں کے حاصل کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ

پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں۔ کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اُس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں پھر فرمایا کہ کل برکتہ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم ؂

(۴) چوتھے معنی عام طور پر عرب لوگ بولتے ہیں فلانٌ یعیش فی ظلہ ای فی کنفہ و ناحیتہ ای منعلوعزہ ۔ یعنی اس کی حفاظت اور عزت میں رہنا ہے۔ اب اس معنی سے جو حضرت مرزا صاحب کا ظل محمدؐ ہونا صاف ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے آپ کی ہی زیر حفاظت پرورش پائی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے نہ دانم

(۵) پھر اظلی فلانٌ نہایت قرب کے موقعہ پر بھی بولتے ہیں اس لحاظ سے بھی حضرت مرزا صاحب بغیر کسی تاویل کے ظل محمد کہلا سکتے ہیں کہیں آپ خوش فہمی سے قرب کے یہ معنی نہ سمجھ لینا جیسا کہ عوام لوگوں میں مستعمل ہیں۔ یعنی ایک جسم کا دوسرے جسم کے نزدیک آجانا بلکہ کسی خاص گہرے تعلق کے لحاظ سے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔ فلان مقرب الٰہی ہے فلاں فلاں کا رشتہ میں قریب ہے۔ اب ان معنوں کے بتانے کے بعد میں یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر آپ والے معنی ہی رکھے جاویں یعنی سایہ کے جیسا کہ وہ بھی لغت میں آئے ہیں تو پھر بھی کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ آپ ہی بتلایئے کہ کیا سایہ اردو زبان میں صرف انہی معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے جن معنوں میں کہ آپ نے سمجھا ہے یعنی سورج یا چاند یا لیمپ کے ذریعہ سے کسی چیز کا دیوار وغیرہ پر پڑنا کیا یہ نہیں کہا کرتے کہ فلاں آدمی سے اس کے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ یا فلاں آدمی پر تو جن کا سایہ ہے ؂

(۶) کیا اس کے یہی معنی ہُوا کرتے ہیں کہ جن نے یا آپ نے اس شخص پر دیوار کی طرح سایہ کیا ہُوا تھا اب اُن کے ہٹنے سے وہ سایہ بھی ہٹ گیا۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو آخر مرنا ہے خدا کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے کیوں جاہل اور سیدھے سادھے لوگوں کو غلطی میں ڈالتے ہیں یاد رکھیں ان سب کا گناہ آپ کی گردن پر ہوگا +

قولہ ۔ ظل زوال پذیر چیز ہے لا شئے وجود کو ظل زائل سے تشبیہ دیتے ہیں +

اقول ۔ اس فقرے سے آپ نے اپنی قرآن دانی ذاتی اور علمیت کا کافی ثبوت دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چھوٹی موٹی عربی کی کتاب میں ظل زائل کا لفظ پڑھ لیا ہے اور اسی پر آپ نے اعتراض کی بنا رکھ دی ہے مگر اس پر ذرا بھی غور نہیں کیا کہ ظل کو زائل کیوں کہتے ہیں اصل بات یہ ہے ظل یعنی سایہ اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں بلکہ ذی ظل کے ماتحت ہوتا ہے اگر وہ ذی ظل ایسی شے ہے جو زوال پذیر ہے تو اس کا ظل بھی زوال پذیر ہوگا۔ اور اگر وہ زوال پذیر نہیں بلکہ دائمی ہے تو اس کا ظل بھی دائمی ہوگا یہ بات ہم نے اپنے پاس سے ہی نہیں کہی بلکہ لغت اس کی مصدق ہے چنانچہ اقرب الموارد میں لکھا ہے بقیت عندہ ظل الیوم اے طولہ وذالک لذی الظل یبقے ببقائہ ویزول بزوالہ یعنی اس کے یہ معنی کہ میں اس کے پاس ظل الیوم ٹھیرا یعنی تمام دن وجہ اس کی یہ ہے کیونکہ ظل اصل چیز کی بقاء سے باقی رہتا ہے اور اصل چیز کے زوال سے زائل ہو جاتا ہے اب کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک قیامت تک زندہ ہیں اور آپ کا روحانی فیض قیامت تک جاری رہیگا۔ اسلئے آپ کا ظل بھی قیامت تک رہیگا۔ اور ہمیشہ وہ کسی نہ کسی پر پڑ کر اس کو ظلی نبی بناتا ہی رہیگا یعنی وہ نبی جو آپ کے ظل کے پڑنے کی وجہ سے بنایا جاتا ہے

اس کے بعد اگر ہم قرآن شریف میں غور کریں تو وہاں بھی آپ کا یہ کلیہ کہ ظل ہمیشہ زوال پذیر ہوتا ہے نہیں چل سکتا۔ سورۂ واقعہ میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے واصحب الیمین ما اصحب الیمین فی سدر مخضود وظل ممدود۔ کیا اب یہاں جن چیزوں کے سایہ کا ذکر ہے وہ کبھی دور ہو جائینگی

جو ان کے سایوں کو ظل زائل کہا جاوے یا کیا ان کو لاشی وجود کہا جاوے ۞

اس طرح سورۃ نساء میں فرمایا ہے والذین اٰمنو وعملو الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا لھم فیھا ازواج مطھرۃ وندخلھم ظلاً ظلیلاً ۞

سورۃ یٰس میں ہے ھم وازواجھم فی ظلال علی الارائک متکئون

سورۃ مرسلت ان المتقین فی ظلل وعیون وفواکہ مما یشتھون ۞

سورۃ رعد مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتھا الانھار اکلھا دائم وظلھا تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکفرین النار ۞

اب ان تمام آیات پر غور کرو کیا ان میں جس قدر ظل کا ذکر ہے وہ سب لاشئے اور زوال پذیر ہے کیا آپ کا اعتقاد جنت کی نعماء کے متعلق عطاء غیر مجذوذ پر نہیں رہا جو آپنے ظل کو مطلق زوال پذیر کہ دیا اور لاشی سے تعبیر کیا یہ ہے آپ کی قرآنی واقفیت کا نمونہ اب حدیث شریف کی واقفیت کا حال بھی سن لیجئے بخاری شریف جو بعد کتاب اللہ مسلمانوں میں اصح الکتب مانی گئی ہے اس میں یہ حدیث مندرج ہے۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ ۞ ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ سات آدمی ہیں جن کو خدائے تعالے اپنے سایہ میں لیگا جس دن سوائے اس کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ اب بتلایئے کیا آپ کا یہی ایمان ہے کہ کوئی وقت ایسا بھی آئیگا کہ ان سات آدمیوں سے خدا اپنا سایہ ہٹا لیگا ۞

قولہ۔ نبی کریم کے وجود کا سایہ نہیں اور یہ اسی واسطے تھا کہ جب حقیقت میں ایک چیز نہ ہو تو مجازی طور پر کسی کو اس لفظ کے استعمال کا کیا حق ہوتا ہے ۞ حدیث کی کتب سے اس کا حوالہ یا سند تو دی ہوتی ۞

قول۔ سب سے اول میں اس بات کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کا سایہ تھا یا نہیں۔ جہاں تک میں نے اس بات کو سوچا ہے مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور کے سایہ کا انکار بھی انہی باتوں

میں سے ہے جن کو زبان سے جغرافیہ اور تاریخ سے ناواقف لوگوں نے مشہور کر کے اسلام پر لوگوں کو تمسخر کرنے کا موقع دیا ہے چنانچہ عام طور پر مشہور ہے کہ گوہ (جو ایک جانور ہے) نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک قصیدہ پڑھا تھا۔ حالانکہ وہاں لفظ ضب ہے اور ضب کے معنی بیشک گوہ کے ہیں۔ مگر دراصل ضب ایک آدمی کا نام ہے جس نے وہ قصیدہ پڑھا تھا۔

اسی طرح بعض مولوی یہ بھی بیان کرتے تھے کہ دریائے نیل چاند میں سے نکلتا ہے اور یہ انہوں نے قمر لفظ سے لیا حالانکہ جبل القمر ایک پہاڑ کا نام ہے جو بسبب برف کے ہمیشہ سفید نظر آتا ہے اور اسی طرح بعض طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک قوۃ باہ کا نسخہ لائے تھے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جبرئیل ایک طبیب کا نام تھا اور اس نے ایک بادشاہ مسمی محمد کے لئے ایک نسخہ تیار کیا تھا اب کسی خوش فہم مولوی نے جو ان دونو ناموں کو روکھا سوکھا دیکھا ساتھ لفظ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی بڑھا دیا پھر یہ لفظ ساتھ دیکھ جبرئیل سے وہ فرشتہ سمجھ لیا گیا جو حضرت نبی کریم صلے اللہ وسلم پر وحی لایا کرتا تھا۔ اور محمد سے مراد خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی سمجھ لئے گئے۔ سو اسی طرح یہاں بھی اگر کسی جگہ لفظ ظل کا آپ کے لئے نفی کے رنگ میں آیا ہے تو اس کو سایہ کے معنی میں ہی سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اس کے ایک اور معنی بھی ہیں۔ جو آپ کی شان کے ساتھ چسپاں بھی ہو جاتے ہیں جن کو میں آگے چلکر بیان کرونگا۔ یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آیا قرآن شریف سے بھی کوئی اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔ قرآن شریف تو صاف بتاتا ہے کہ ہر ایک مخلوق چیز کا سایہ ہوتا ہے چنانچہ فرمایا۔ واللہ جعل لکم مما خلق ظلالا پھر فرمایا اولم یروا الی ما خلق اللہ من شیٔ یتفیؤ ظللہ عن الیمین والشمائل سجدا للہ وھم داخرون۔ اب ان دو آیتوں سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہر مخلوق شئے کا سایہ ہوتا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق تھے۔ آپ کا ضرور سایہ ہوگا۔ پھر سورہ کہف میں آپ کو حکم ہوتا ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ اس ایک آیت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ بھی دیگر انسانو

کی طرح ایک انسان تھے۔ پس جب آپ باقی تمام بشری لوازمات میں مثلاً کھانے پینے سونے وغیرہ میں ہماری طرح ہی تھے تو کیا وجہ ہے کہ سایہ جو انسانی جسم کے لوازمات میں سے ہے آپ میں نہ پایا جاوے پھر ان سب سے بڑھ کر ایک اور زبردست آیت ہے جس نے صاف طور پر آپ کا ذکر کر دیا ہے +

چنانچہ فرمایا وللّٰہ یسجد من فی السموات والارض طوعاً وکرھاً وظللھم بالغدو والاصال۔ اب کیا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں داخل نہیں ہیں جو طوعاً خدا کے حضور سجدہ کرتے ہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ پس جب داخل ہیں تو پھر آپ کا سایہ بھی ضرور ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کی نسبت صاف فرماتا ہے کہ ان کے سائے بھی ایسا کرتے رہتے ہیں۔ پھر ہم قرآن کے بعد حدیث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ضرور آپ کا سایہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ جو لطیف تو کہاں بلکہ بالکل ہی جسمیت سے پاک ہے اس کے لئے جب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود ظل کا لفظ استعمال فرماتے ہیں جیسا کہ میں بخاری کی حدیث اوپر درج کر آیا ہوں جس میں لکھا ہے کہ سات آدمیوں کو خدا قیامت کے دن اپنے سائے میں لیگا تو پھر نبی کریم کا کیوں ظل نہیں ہوگا +

اب جب ہم نے حقیقی طور پر آپ کا ظل ثابت کر دیا تو پھر مجازی طور پر بولنا بالکل صحیح اور درست ہوگیا۔ لیکن میں اس کو مان کر بھی کہ آپ کا حقیقی سایہ نہیں تھا آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پھر بھی مجازی طور پر اس کے لئے ظل کے لفظ کو بولنا کوئی خلاف عقل وخلاف قیاس بات نہیں اول تو آپ نے یہ دھوکہ دیا ہے کہ جب حقیقی طور پر آپ کا سایہ نہیں تو مجازی طور پر کوئی ظل محمد نہیں بن سکتا کیونکہ مجاز کے لئے (اگرچہ مجاز اور حقیقت ہی میں بحث ہے کہ آیا یہ واقع میں کوئی شے بھی ہے کہ نہیں مگر میں اس بحث کو غیر ضروری سمجھ کر یہاں چھوڑتا ہوں) یہ بات ضروری ہے کہ جو لفظ ہم نے مجازاً بولا ہے اس کے حقیقی بھی کچھ معنی ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ حقیقی کسی خاص شخص میں بھی پائے جاویں چنانچہ اللہ تعالےٰ کا حقیقۃً تو کوئی سایہ نہیں مگر دیکھئے پھر بھی مجازی طور پر اس کے لئے ظل کا استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں۔ اور

ایک اور حدیث میں بھی آیا ہے السلطان ظل اللہ فی الارض یعنی بادشاہ زمین میں خدا کا ظل ہوتا ہے اب دیکھو یہاں بھی مجازی طور پر خداوند تعالےٰ کے لئے ظل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ ضروری ہے کہ جس کو مجازی طور پر ظل کہا جاوے اس کا حقیقی ظل بھی ہو تو پھر خداوند تعالےٰ کا حقیقی ظل ثابت کریں مگر یاد رکھیں کہ انہی معنوں سے ثابت کرنا ہوگا جو آپ نے اپنی کتاب میں مانے ہیں اور اگر آپ کہیں ....

... کہ ان حدیثوں میں ہم اور معنی کر سکتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی شان کے شایاں ہو تو اول تو آپ کر نہیں سکتے کیونکہ آپ نے اپنی کتاب میں سایہ کے معنی میں ہی محدود کر دیا ہے۔ اور اگر آپ کریں بھی تو ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کے بھی ... نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق معنی کر لیں چنانچہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ تمام وہ معنی جو میں ظل کے اوپر لکھ آیا ہوں آپ کی شان پر چسپاں نہیں ہو سکتے تو لغت میں ایک اور معنی بھی ہیں جو میرے خیال میں چسپاں ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں اقرب الموارد اور دیگر لغت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ ھذا الثوب مالہ ظل اے درز یعنی اس کپڑے میں کوئی شگاف نہیں ہے اب یہاں ظل کے معنی درز یعنی عیب اور نقص کے ہوئے اور یہ معنی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر خوب چسپاں ہو جاتے ہیں مالہ ظل یعنی آپ میں کوئی عیب اور نقص نہیں تھا +

قولہ - بروز کا لفظ قرآن مجید میں انہی معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے کہ جو جسم چھپ جاوے وہی آشکار ہو جاوے اسلئے بروز محمدی کے معنی تو صرف یہ ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے مرقد منور اور راحت گاہ پاک سے اُٹھ بیٹھیں +

اقول ! ان معنوں نے بھی آپ کی قرآن دانی کی قلعی کھول دی چنانچہ میں آپ کو آگے چلکر بتاؤنگا۔ کہ قرآن شریف میں ان معنوں کے علاوہ اور معنوں میں بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں صرف اتنا ہی بتاتا ہوں کہ لغت میں اس کے دو معنی لکھے ہیں پوشیدگی کے بعد جب کوئی آدمی باہر

نکل آوے تو اس وقت برز الرجل بولتے ہیں باقی عین بہ عین وہی شخص ہو یہ آپ
کی اپنی اختراع کردہ قید ہے وہاں تو مطلق رکھا گیا ہے خواہ وہی نکلے یا کوئی اُس
کا مثل کیونکہ جس شخص میں کسی کی صفات پائی جاویں تو اس کو بھی اسی لقب
اور اسی نام سے پکارا جاتا ہے جیسے بہادر کو شیر یا سخی کو عام طور پر حاتم طائی
یا کسی زبردست پہلوان کو رستم کہہ لیتے ہیں۔ چنانچہ انہی معنوں میں حضرت مرزا
صاحب نے اس لفظ کو استعمال فرمایا جیسا کہ پیچھے آپ کی عبارتوں کو نقل کر کے
بتا آیا ہوں اور پھر حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ مہدی خلق اور خلق میں
میرے ہمرنگ ہوگا۔ اور اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ اب دیکھو کہ قرآن
شریف میں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ چنانچہ سورہ کہف میں فرمایا ہے۔
یوم نسیر الجبال وترے الارض بارزۃ وحشرناھم فلم نغادر منھم
احدا۔ اب تبلایئے کہ قیامت کے روز بھی زمین بارزہ ہوگی جس پر ہم آباد ہیں
یا کوئی اور آپ کے معنی کے رو سے تو یہی زمین ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے
مرنے کے بعد تو یہی زمین ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگی۔ لیکن خداوند
تعالےٰ ایک اور آیت سے شہادت دیتا ہے کہ اس دن اور زمین ہوگی جیسا کہ
فرمایا یوم تبدل الارض غیر الارض یعنی اس دن زمین بدل جائیگی اور اس
کی بجائے کوئی اور زمین ہوگی پھر دوسرے معنی اس لفظ کے نکلنے کے بھی
ہیں۔ چنانچہ اقرب الموارد میں لکھا ہے۔ برز ای خرج یہاں بعد الخفاء
کی قید بھی اڑا دی گئی ہے اور یہ معنی بھی قرآن شریف میں مستعمل ہیں جیسا کہ
اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ویقولون طاعۃ فاذا برزوا من عندک
بیت طائفۃ منھم غیر الذی تقول۔ اب اس جگہ سوائے مطلق
نکلنے کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ کیا منافق لوگ آپ سے پوشیدہ
تھے۔ جو پھر ظاہر ہو گئے۔ بلکہ یہاں تو صاف لکھا ہے کہ وہ آپ کے پاس
ہی تھے۔ اب آپ ہی تبلایئے کہ آپ کا یہ دعوے کہ قرآن شریف میں لفظ
بروز کا سوائے ان معنوں کے اور کسی معنی کے لئے استعمال ہی نہیں ہوا
کہاں تک درست اور راستی اور انصاف پر مبنی ہے ؛؛

قولہ - مرزا صاحب نے نبی بننے کے لئے سیرۃ صدیقی کی کھڑکی کو کھلا مانا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی نہیں تھے تو جب مشبہ بہ میں ایک صفت نہ ہو تو مشبہ میں کس طرح ہو سکتی ہے *

اقول - افسوس حضرت مرزا صاحب نے کہاں یہ لکھا ہے کہ میں ابوبکرؓ ہوں یا کامل بکر ہوں جو آپ کو مشبہ بہ اور مشبہ بنانے کی ضرورت پیش آئی - بلکہ انہوں نے خود سیرۃ صدیقی کے معنی وہی کر دیئے ہیں یعنی فنا فی الرسول اور بار بار فنا فی الرسولؐ ہی پر زور دیا ہے اور اس حالت پر پہنچ کر ہی اپنے تمام درجوں کے حاصل کرنے کا ذکر کیا ہے - پس اب آپ کا تمام اعتراض خود بخود ہی اڑ گیا مگر میں اتنا اور بھی آپ کو بتا دیتا ہوں - کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کچھ فرق ہے *

اول - یہ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی نسبت یہ کہیں پیشگوئی نہیں کی کہ آپ نبی ہونگے مگر مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ فرمایا ہے *

دوسرے یہ نہیں فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ خلق اور خلق میں میرے ہمرنگ ہونگے لیکن مہدی کی نسبت یہ فرمایا ہے تیسرے یہ کہ حضرت ابوبکرؓ کی نسبت یہ نہیں فرمایا کہ اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا لیکن مہدی کی نسبت یہ الفاظ موجود ہیں *

قولہ - مرزا صاحب لکھتے ہیں - کہ بروزی رنگ میں حضرت نبی کریم ہزار دفعہ دنیا میں آجاویں اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں معلوم ہوا کہ مرزا صاحب لفظ بروز کو تناسخ کا ہم معنی استعمال کرتے ہیں *

اقول - تعجب ہے کہ آپ خود ہی لفظ بروز کے ایسے معنی کرتے ہیں کہ عین بعین وہی شخص ظاہر ہو جاوے جس سے تناسخ لازم آوے اور ایسا اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں - حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے نہ ہی اپنے اشتہار میں یہ معنی کئے ہیں اور نہ اپنی کسی اور

کتاب ہیں۔ باقی رہا آپ کے معنی سوال کا رد ہیں پیچھے کافی طور پر کر آیا ہوں اور
ان کا غلط ہونا واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ اس کے بعد میں آپ سے یہ بھی
پوچھتا ہوں کہ کیا ان ہر دو آیات هل ینظرون الا ان یاتیهم الله فی
ظلل من الغمام اور فاتی الله بنیانهم من القواعد میں بھی معنی
ہیں کہ اللہ تعالےٰ جو غیر محدود ہے ان محدود چیزوں میں آکر سما گیا۔
مناسب ہے کہ آپ محاورات کے سمجھنے کا بھی ملکہ پیدا کریں۔

قوله - مرزا صاحب سے پہلے بھی کیا کوئی ایسا شخص گذرا ہے اگر
نہیں تو یہ امکان مرزا صاحب نے کہاں سے پیدا کر لیا۔

اقول - یہ امکان تو حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اسی اشتہار میں بتا دیا تھا کہ کہاں سے لیا ہے مگر افسوس کہ آپ اپنی آنکھوں سے
تعصب کی پٹی اتار کر دیکھتے تو آپ کو نظر آتا سنئیے حضرت مرزا صاحب فرماتے
ہیں یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پاویگی
جو پہلے نبی اور رسول پا چکے ہیں رجیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ من یطع الله
والرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین
والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا)۔
پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں بھی ہیں جن کی
رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز
نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ
آیت فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے پس
مصفا غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیهم
گواہی دیتی ہے۔ کہ اس مصفا غیب سے منطوق آیت نبوت اور رسالت کو
چاہتی ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ اس نبوت
کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے حضرت
مرزا صاحب پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں فلا یظهر علی غیبه احدا الا من
ارتضی من رسول۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے

رو سے نبی سے انکار کیا جاوے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جاوے ۔ کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرور اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئیگا اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا اسی کو ہم رسول کہینگے" ۔ اب بتلائیے کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے اسی اشتہار میں امکان نبوت کا ثبوت نہیں دیدیا تھا جو آپ نے خواہ نخواہ اس سوال کو درج کر کے ایک صفحہ کا اضافہ اپنی کتاب میں کیا ہے ۔ اس کے علاوہ میں اور بھی ثبوت امکان نبوت میں آپ کے پیش کرتا ہوں چنانچہ سورت اعراف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی ۔ ترجمہ اے بنی آدم میرے رسول ہمیشہ تمہارے پاس آتے رہینگے جو میری آیات تم پر پڑھتے رہینگے اس آیت میں صاف طور پر رسولوں کے آنے کا ذکر ہے +

پھر حدیث شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا لو عاش لکان نبیا اگر نبوت کا امکان ہی نہ تھا تو پھر اس جملہ کے فرمانے کا کیا مطلب تھا ۔ اب خوف طوالت سے اتنے پر ہی اکتفاء کرتا ہوں لیکن کیونکہ عام طور پر لوگ یہ کہ دیتے ہیں کہ کیا متقدمین میں سے بھی کسی نے ایسا کہا ہے یا ایسے اعتقاد کا معتقد ہوا ہے +

اسلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض گذشتہ علماء کے اقوال بھی اس مسئلہ کے متعلق درج کر دئے جاویں تا کہ ناظرین کو پتہ لگ جاوے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں جو احمدیوں نے ہی نکال لی ہے جیسا کہ اکثر مولوی عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کہ دیا کرتے ہیں +

(قالت عائشۃ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا و کان لا یری رؤیا الا خرجت مثل فلق الصبح وھی التی ابقی اللہ علی المسلمین من اجزاء النبوۃ فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ لھذا قلنا ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اول

اول وحی شروع ہوئی تو رویا سے شروع ہوئی اور وہ رویا صبح صادق کی طرح پوری ہو جاتی تھی اور اس نعمت کو خداوند تعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے باقی رکھا ہے اور یہ رویا کا ہونا نبوۃ کے اجزا سے ہے پس ثابت ہوا کہ نبوت امت محمدیہ سے بالکل نہیں اٹھ گئی اور اسی واسطے ہم نے کہا ہے کہ نبوۃ تشریعی اُٹھ گئی ہے اور یہی معنی ہیں اس حدیث لانبی بعدی کے یعنی میرے بعد کوئی ... یعنی نبی نہیں ہوگا +

پھر لکھتے ہیں کہ لانبی بعدہ کے معنی لامشرع خاصۃ لا انہ لایکون بعدہ نبی یعنی کوئی تشریعی نبی نہیں ہوگا نہ یہ کہ مطلق کوئی نبی نہیں ہوگا آگے لکھتے ہیں ھذا مثل قولہ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ ولم یکن کسریٰ وقیصر الا ملک الفرس والروم وما زال الملک من الروم۔ یعنی یہ آپ کے اس قول کی مانند ہے کہ جب کسریٰ اور قیصر ہلاک ہو جاوینگے۔ تو پھر کوئی کسریٰ اور قیصر اس کے بعد نہیں ہوگا۔ حالانکہ قیصر اور کسریٰ تو روم اور فارس کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور وہ تو بدستور جاری ہیں مگر وہ نام اُٹھ گیا اسی طرح نبی کا نام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُٹھ گیا اب کوئی شارع نہیں ہو سکتا +

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ آخری زمانہ میں نازل ہونگے وارث ہونگے خاتم ہونگے نبوۃ مطلقہ ان کو حاصل ہوگی کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبوۃ ہیں ان کے بعد تشریعی نبوت نہیں ہو سکتی اگرچہ آپ کے بعد عیسےٰ جیسے اولوالعزم اور خاص نبیوں میں سے آجاویں +

پھر آپ پوچھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اگر کئی نبیوں کے آنے کے قائل ہیں تو پھر اپنا نام خاتم الانبیاء کیوں رکھ لیا +

اول تو آپ نے اپنے آپ کو بروزی رنگ میں کہا ہے مگر پھر بھی سُن لیجئے کہ اگر کہا ہے تو کیا حضرت مرزا صاحب اس کے کہنے کے مستحق نہ تھے کیونکہ جب خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں اور اخیر میں مسیح ہو +

اب بتلاؤ کہ جب خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسیح کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں

اور اس کی وہی شان قرار دیتے ہیں جو اپنے لئے بیان کی ہے اور حضرت مرزا صاحب کا دعوے بھی مسیح ہونے کا ہی ہے تو آپ کا یا کسی اور دوسرے کا کیا حق ہو سکتا ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرے اسکے علاوہ میں آپ کو آپکے ایک مسلم عالم کا قول دکھاتا ہوں جس میں اُنہوں نے کھلے طور پر کئی خاتم الانبیاء کا وقت میں ہونا مانا ہے۔ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی جو ایک مشہور عالم گذرے ہیں دافع الوسواس میں فرماتے ہیں خاتم اضافی طور پر بہت ہو سکتے اس کے تعدد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ آنحضرت خاتم اس طرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی یہ صورت بھی جائز ہے پھر صفحہ ۱۲ پر علی قاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ لو عاش وکان من اتباعہ عیسٰی وخضر والیاس فلا ینافض قولہ تعالےٰ خاتم النبیین اذا المعنٰی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ۔ یعنی اگر زندہ ہوتے تو حضرت عیسٰے خضر الیاس جیسے نبی بھی اس کے اتباع میں ہوتے اور یہ خاتم النبیین کے خلاف نہیں کیونکہ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئیگا جو آپ کے مذہب کا ناسخ ہو +

اس وقت طوالت کے خوف سے اتنے ہی حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر قاضی سلیمان صاحب وان سے بھی تسلی نہ ہو تو پھر عند الطلب پیش کر دئے جائینگے باقی آپ پوچھتے ہیں کہ امت میں کوئی ایسا آدمی گذرا ہے کہ نہیں اس میں تو کوئی شک نہیں کہ بہت سے بزرگ ایسے گذرے ہیں جنہوں نے بڑے بڑے عظیم الشان دعوے کئے ہیں۔ مگر ہمیں یہ بتانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہم نے قرآن شریف۔ حدیث اقوال ائمہ سے امکان نبوت کو ثابت کر دیا ہے فرض کرو کہ ایک شخص بھی ایسا نہ گذرا ہو پھر بھی حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو کونسا ضعف پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود مسیح کو نبی کے لفظ سے پکارا ہے مرزا صاحب کا جبکہ دعوے مسیح ہونے کا ہے تو پھر کیوں وہ اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال نہ کریں کیا جب آپ کے اعتقاد کے مطابق حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائینگے لباس نبوت اور لقب رسالت کو آسمان پر ہی چھوڑ آئینگے +

قولہ - مرزا صاحب کا مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح دوسرے اجسام میں حلول کرتی رہتی ہیں اس عقیدہ کو رکن ایمانیہ میں سے سمجھتے ہیں دیکھو آئینہ کمالات صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۷ تک ۰

اقول - اس کا جواب سوائے اس کے ہم اور کیا دیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین - میں نے ان تمام صفحوں کو پڑھا ہے اور خوب غور سے پڑھا ہے مگر کسی جگہ بھی یہ الفاظ لکھے ہوئے نہیں دیکھے ان صفحوں کو چھوڑ آپ حضرت مرزا صاحب کی تصنیف میں سے کسی کتاب میں بھی یہ الفاظ نہیں دکھا سکتے - کیا صاحب اس کذب بیانی سے آپ حضرت مرزا صاحب پر غالب آنا چاہتے تھے - مگر کیا پہلے کبھی کسی رسول کے مقابلہ میں کسی نے جھوٹ بول کر کامیابی حاصل کی جو آپ کو امید تھی اب تو آپ نے بھی کافی طور پر اپنی ناکامی کو دیکھ لیا ہے - فتب الی اللہ ۰

قولہ - مرزا صاحب نے اپنی بیوی کو ام المومنین کا خطاب دیا ہے اب خدیجہ الکبریٰ کے رنگ میں بروز فرمانے میں کچھ دیر نہ ہوگی ۰

اقول - دیکھا قاضی صاحب آپ کا قیاس کس طرح غلط نکلا جس طرح آپ نے اس بات پر بدظنی سے کام لیا ہے اسی طرح آپ نے حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں بھی بدظنی سے ہی کام لیا ہے اگر آپ میں اب بھی کوئی مادہ رشد ہے تو اسی ایک بات سے آپ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو مان سکتے ہیں اگر مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ہوتے تو وہ ایسا ہی کر دیتے جیسا کہ آپ نے قیاس کیا ہے مگر چونکہ حضرت مرزا صاحب راستباز تھے وہ کہتے تھے - جو اللہ تعالےٰ آپ کو فرماتا تھا اسلئے آپ نے کبھی بھی ایسا نہ کہا ۰

قولہ - توضیح المرام میں آپ نے آپ کو محدث لکھا ہے اور محدث کا بھی ایک معنی سے نبی ہونا لکھا ہے اور اشتہار میں لکھا ہے کہ میرا نام نبی ہے محدث نہیں ہوسکتا کیونکہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ۰

اقول - میں اس امر کو پہلے بھی کھول کر بیان کر چکا ہوں کہ حضرت اقدس

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عام مسلمانوں کی طرح پہلے بھی اعتقاد تھا کہ اس بعثت میں نبی نہیں ہوسکتے اسی لئے آپ نے تمام ان الہامات کی جن میں آپ کو نبی کے لفظ سے پکارا گیا تھا۔ کچھ نہ کچھ تاویل کرکے اپنے آپ کو نبی کہلانے سے اجتناب کیا اور اس لفظ نبی کی ہمیشہ ایسی ہی تشریح کرتے رہے جس سے لوگوں کو ابتلاء نہ آئے اب یہ امر تو مدیہی ہے کہ براہین احمدیہ میں آپ کے لئے لفظ نبی کا موجود ہے جس کا ہمارے مخالف کو بھی انکار نہیں مگر اس کے معنی آپ نے توضیح مرام میں محدث کے کردئے تاکہ لوگوں کو ابتلا نہ آوے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کو علم بھی ہو اور اپنے دیدہ دانستہ اُس کا اظہار نہ کیا ہو تو اس میں بھی کوئی نقص لازم نہیں آتا کیونکہ بہت سی باتیں ہوتی ہیں جن کو انبیاء مصلحت وقت سے لوگوں کے ابتلاء سے ڈر کر ان کا اظہار نہیں کرتے چنانچہ دیکھو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ یعنی تو اپنے نفس میں چھپا رہا ہے جس کو اللہ ظاہر کردیگا اور تو لوگوں کے ابتلاء سے ڈرتا ہے لیکن ڈر صرف خدا کا ہی رکھنا چاہئے بخاری شریف صریح یہ حدیث موجود ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ قال لھا الم تری ان قومک لما بنوا الکعبۃ اقتصروا من قواعد ابراھیم فقلت یا رسول اللہ الا تردھا علٰے قواعد ابراھیم قال لولا حدثان قومک بالکفر لفعلت یعنی اے عائشہ رض کیا تو نہیں دیکھتی کہ تیری قوم نے کعبہ کو بناتے وقت حضرت ابراہیم کی قواعد سے کم کردیا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ پھر ایسا ہی بنا دینگے تو فرمایا کہ اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی تو میں ایسا ہی کرتا اب دیکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان بھی بعض باتوں کو لوگوں کے ابتلاء کے ڈر سے چھپا لیتا تھا اور بعض امور کو محض لوگوں کے ابتلاء سے ڈر کر چھوڑ دیتا تھا تو اگر حضرت مرزا صاحب نے اس خیال سے کہ کہیں نبی کا لفظ صریح لکھنے سے لوگوں و

جو ابھی ایسے لفظوں کی برداشت نہیں رکھتے ہیں ابتلاء نہ آجاوے اس لفظ کو چھوڑ کر اس کی جگہ محدث کا لفظ استعمال کر دیا تو کونسا غضب آگیا اور پھر جب اللہ تعالےٰ نے جس کی شان یہی ہے اُس کا اظہار کروا دیا تو کیوں آپ ان دونوں میں باوجود زمانہ کے اختلاف موجود ہونے کے تناقض سمجھ بیٹھے ۞

پھر ہم کہتے ہیں کہ ان دونو جگہوں میں تناقض تب ہو سکتا تھا۔ جبکہ ان دونو جگہ میں ایک ہی اعتبار سے محدث ہونے کا اقرار کیا جاتا اور اسی اعتبار سے پھر انکار کیا جاتا۔ مگر یہاں تو دونو جگہوں میں اعتبار مختلف ہیں۔ اسلئے لولا الاعتبارات لبطل الحکمۃ کے ماتحت آپکا قائم کردہ تناقض بھی اُڑ گیا اشتہار میں آپ نے اس اعتبار سے انکار کیا ہے کہ لغت میں محدثیت کے معنی اظہار غیب نہیں ہیں اور توضیح میں انکار اصطلاحی معنی کے لحاظ سے کیا ہے حالانکہ وہاں انہوں نے اس بات کو کھول بھی دیا ہے کہ محدث ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے ۞

پھر جب ہم اشتہار کو غور سے دیکھتے ہیں تو وہاں آپ نے ایسا کلیہ باندھا ہے جس سے آپ کے تمام ثابت کردہ تناقض اُڑ جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ "میں نے جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"۔ اب اس عبارت کو توضیح کی اس عبارت سے ملاؤ کہ محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ تو مطلب صاف کھل جاتا ہے کہ اشتہار میں بھی آپ نے اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی کہا ہے اور یہاں بھی محدث سے مراد وہی غیر تشریعی نبی ہے بس تناقض دونوں

میں کوئی نہیں ہاں چونکہ محدث صرف اصطلاح میں نبی کے معنی دیتا تھا اور لغت میں اس کے معنی میں اظہار غیب نہیں پایا جاتا۔ مگر نبی لفظ ایک جامع لفظ ہے اور دونو طرح سے اظہار غیب پر دلالت کرتا ہے اسلئے حضرت مرزا صاحب نے اب لفظ محدث کو چھوڑ کر لفظ نبی کا اختیار کر لیا اس میں حرج کونسا لازم آگیا اچھا اگر ہم بالفرض مان بھی لیں کہ پہلے آپ محدث ہی تھے اور تحدیث کامل نبوت پر دلالت بھی نہیں کرتا اور پیچھے آپ پھر کامل نبی ہو گئے تو اس میں بھی کونسا استبعاد عقل لازم آتا ہے۔۔ دیکھئے حدیث شریف میں آتا ہے من استوی یوماہ فھو مغبون یعنی جس کے دو دن برابر رہے اور اس نے کوئی ایمانی اور علمی ترقی نہ کی وہ بہت ہی گھاٹے میں رہا اب جبکہ ہر روز مومن ایمان میں ترقی کرتا رہتا ہے تو اگر حضرت مرزا صاحب محدثیت کے درجہ سے ترقی کر کے نبوت کے درجہ تک پہنچ گئے تو آپ کو کیوں تعجب ہوتا ہے قرآن شریف پر آپ غور کریں کہ کس طرح مومنوں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درجات کی ترقی کا ذکر ہے اور کس طرح آپ کو ترقی حاصل کرنے کا حکم ہوتا ہے مندرجہ ذیل آیات کو غور سے دیکھو ایک جگہ فرمایا ہے یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون۔

اب دیکھئے اس آیت میں تو یہ فرمایا ۲۰ مومن ۲۰۰ کفار پر اور ایک صد مومن ایک ہزار کفار پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کی اگلی ہی آیت میں دیکھو فرمایا الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین اب دیکھو اس آیت میں صاف فرما دیا لیکن ابھی تم میں کمزوری ہے اس وقت تمہاری موجودہ حالت کے لحاظ سے یکصد مومن صرف دو صد کفار پر اور ایک ہزار مومن دو ہزار پر صرف غالب آسکتا ہے۔ اب ان دونو آیتوں کے ملانے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جب مومنوں کی ایمانی اور روحانی حالت ترقی کر جائیگی تو پھر وہ یکصد ہی ہزار کے لئے کافی ہونگے پانچو

کی ضرورت نہیں +

اسی طرح نبی کریم کی ترقی کا علم مندرجہ ذیل آیات سے ہوتا ہے چنانچہ مکہ میں تو آپ کے مخالفوں کو یہ چیلنج دیا جاتا ہے ام یقولون افتراہ قل فاتو بعشر سور مثلہ مفتریات یعنی اس جیسی تم دس سورتیں ہی بنا لاؤ مگر جب آپ کی روحانی حالت بہت ترقی کر گئی تو مدینہ میں جا کر یہ الہام ہوتا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین یعنی ایک ہی سورۃ اس جیسی بنا لاؤ اب دیکھئے کہ کہاں دس اور کہاں ایک +

پھر ایک جگہ صریح اللہ تعالٰی کی طرف سے حکم ہوتا ہے قل رب زدنی علما۔ کہہ اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کیجئے کیا اب اسی آیت سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی درجات کا پتہ نہیں لگتا۔ پھر دیکھو سب سے پہلے جو آپ کو وحی ہوتی ہے وہ رویاصادقہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور جوں جوں آپ ترقی کرتے رہے وحی بھی صاف اور روشن ہوتی گئی اور جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو آپ کو صرف منذر کا خطاب دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالٰی نے سورۃ مدثر میں فرمایا ہے یایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاھجر ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر۔ اب دیکھو کہ چالیس سال کے بعد وحی ہوتی ہے اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ رجز سے بچے رہنا اور دل کو پاکیزہ رکھنا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ جوں جوں صفائی قلب میں ترقی ہوگی درجات بھی بڑھتے جائینگے +

پھر سب سے بڑھ کر قابل غور یہ امر ہے کہ خاتم النبیین کا الہام آپ کو کب ہوا صاف ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ آ کر ہوا۔ کیونکہ سورۃ احزاب جس میں یہ لفظ موجود ہے وہ مدنی ہے مکی نہیں اور سورت مدثر اور سورۃ علق دونو ہی مکی ہیں +

اب اتنی مدت تک جب آپ اپنے آپ کو نبی ہی لکھتے رہے تو کیا کوئی تمہاری طرح کا مخالف یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ پہلے تو صرف نبی کہتے رہے اور پھر پیچھے اگر

خاتم النبیین بن بیٹھے۔ ہاں اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نذیر کا لفظ مدنی سورتوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب تو محدث کا لفظ اپنے لئے استعمال کرنے سے انکار کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ نذیر کا لفظ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لغوی معنی (ڈرانے والا) کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً اور لغوی معنی کی رو سے حضرت مرزا صاحب نے بھی محدث ہونے سے انکار نہیں کیا۔ لغت میں تو محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس سے کلام کیا جاوے ان معنوں کے لحاظ سے تو آپ وفات تک محدث تھے اور نہ ہی آپ نے اس سے کبھی انکار کیا ہے اور اگر آپ کہیں کہ منذر۔ نذیر اور نبی ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ محدث اور نبی بھی ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے توضیح مرام میں کھول کر بیان کر دیا کہ محدث بھی ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ پس جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کبھی لفظ منذر کا اور کبھی نبی کا بولا گیا ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنے لئے لفظ محدث کا بولا لیا اور کبھی نبی کا ✣

قولہ۔ سیکون فی امتی ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ۔ مرزا صاحب بتائیں کہ نبی کس شان کے ہونگے ظلی ہونگے یا بروزی کس قسم کا دعوے ہوگا ✣

اقول۔ میں حیران ہوں کہ حضرت مرزا صاحب سے اس سوال کے پوچھنے کے کیا معنی جو خبیث ایسے ہونگے یا ہو چکے ہیں ان سے جا کر دریافت کیجئے۔ کہ آیا تم کس قسم کا دعوے کرتے ہو یا ان کے حالات کو پڑھ لیں کہ انہوں نے کس قسم کا دعوے کیا اور اگر آپ کا مقصد اس تحریر سے یہ ہے کہ مرزا صاحب پر طعن کریں گے یا نعوذ باللہ آپ بھی انہیں میں سے ہیں تو پھر آپ سچے نبی کے پرکھنے کے لئے کوئی معیار پیش کریں کیونکہ جس قدر کامیابی حضرت مرزا صاحب کو ہوئی کیا آپ کسی جھوٹے نبی کے لئے ایسی کامیابی کی نظیر پیش کر سکتے ہیں جھوٹا

تو کہاں آپ ان انبیاء میں سے بھی جن کو قرآن شریف نے صادق مانا ہے بہت سے نبیوں کی ایسی عظیم الشان کامیابی نہ دکھا سکیں گے جو حضرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی۔ کیا قرآن شریف میں آپ نے ما آمن معه الا قليل وما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين نوح اور لوط علیہما السلام کے متعلق نہیں پڑھا کیا حدیث شریف میں نہیں پڑھا کہ قیامت کے روز بعض نبی ایسے ہونگے جن کے ساتھ صرف ایک ہی آدمی ہوگا۔ اب ان کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کی جماعت کو بھی دیکھیں باوجود اس قدر مخالفت کے پھر بھی تقریباً چار لاکھ جماعت بنا کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ پھر جس مسئلہ کے منوانے کے لئے آپ نے زور دیا تھا اب تقریباً تمام لوگ خواہ وہ مرید ہوں یا نہ ہوں اس کو ماننے لگ پڑے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں تو اللہ تعالے یہ فرمائے کہ ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين۔ یعنی اگر یہ رسول ہم پر ایک بات بھی ایسی کہتا جو ہم نے نہ کہی ہو تو ہم اس کو اپنے مضبوط ہاتھ سے پکڑ لیتے اور فوراً اس کی شاہ رگ کاٹ لیتے اس آیت سے یہ صاف پتہ لگتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالے پر افترا کرتا ہے تو اس کی ترقی روک لی جاتی ہے پھر اس کو ہلاک کر دیا جاتا ہے اور دوسرے یہ قاعدہ بھی ساتھ ہی نظر آتا ہے کہ جو شخص ۲۳ برس تک مدعی نبوت رہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم دعوے نبوت کے بعد تئیس برس تک ہی زندہ رہے تھے لیکن حضرت مرزا صاحب باوجود مدعی نبوت ہونے کے تئیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہیں ان کے مخالف علماء جو آپ کے نزدیک راستباز اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق تھے ان کے مقابلہ میں آکر ہلاک ہوتے رہیں کیا جھوٹوں کے ساتھ بھی معاملہ ہوا کرتا ہے اگر نہیں تو پھر تمہارے پاس انکار کی کونسی وجہ ہے اور کس بناء پر آپ حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ دجالوں میں داخل کرتے ہیں۔ خدارا کچھ تو غور کرو اور خدا سے ڈرو قیامت کے روز خدا کے حضور کیا

جواب دو گے +

قولہ۔ مسیلمہ کذاب بھی نبی کریم کی رسالت کو تسلیم کر چکا تھا صرف اتنی بات تھی کہ اپنے آپ کو رسول کہتا تھا تو پھر اس کو کذاب لکھنے کی کیا وجہ ہے آپ کے اور اس کے دعوے میں کیا مغائرت ہے +

اقول۔ اوّل تو مسیلمہ کذاب نے آپ کی رسالت کا اقرار نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس نے تو یہ کہا تھا کہ اگر آپ اپنے بعد خلافت مجھے دے جاویں تو میں آپ کو نبی مان لیتا ہوں جس پر آپ نے صاف جواب دیا کہ میں تو کھجور کی یہ شاخ (جو اس وقت آپکے ہاتھ میں تھی) بھی تجھ کو نہیں دے سکتا جس پر وہ واپس چلا گیا اور اپنی نبوت کا مستقل طور پر دعوےٰ کر دیا +

اگر آپ تعصب کو چھوڑ کر غور کریں تو مسیلمہ کذاب کا واقعہ ہی آپ کے لئے موجب صداقت ہو سکتا ہے کیونکہ اسی سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جو کذاب ہوتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور دنیا میں کس طرح ذلیل اور خوار ہو کر نامرادی کی موت مر جاتا ہے اور ادھر حضرت مرزا صاحب کا رفع کس عزت اور شان اور کامیابی کے ساتھ ہوا ہے +

حضرت مرزا صاحب اور مسیلمہ کذاب کے دعاوی میں افسوس ہے آپ فرق نہیں سمجھ سکے اوّل فرق تو یہی ہے کہ وہ کذاب تھا اور آپ صادق اور راستباز ہیں جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں +

دوم۔ اس کا دعوےٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہو کر نہیں تھا اور نہ ہی وہ یہ کہتا تھا۔ کہ میں نے آں حضور سے کوئی فیض حاصل کیا ہے بلکہ وہ مستقل نبوت کا مدعی تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ اس کے خلاف آں حضور کے فیض کے ماتحت اور آپ کے ماتحت نبوت حاصل کرنے کا تھا +

سوم۔ مسیلمہ کذاب دنیا سے ناکام اور نامراد مرا اور کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکا۔ مگر حضرت مرزا صاحب جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کامیابی کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے +

چہارم مسیلمہ نے شریعت محمدیہ کو نسخ کیا۔ اور اپنی شریعت ایجاد کرتے دگا۔
پنجم۔ اس کی شہرت اور قبولیت بہت جلد ہوئی۔ اور جلدی فنا ہوا۔ دیگر انبیاء کی طرح اس پر استہزانہ کیا گیا اور نہ ہی اس کو اللہ تعالٰے کے رستے میں دکھ پہنچے
پھر آپ بتائیں کیا یہی سوال حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف آپ پر نہیں کر سکتے کہ جیسا کہ آپ نبی ہونے کا دعوےٰ کرتے تھے اسی طرح مسیلمہ کذاب بھی کرتا تھا۔ فرق کیا ہوا سو جو فرق آپ کرکے دکھائینگے اسی فرق سے ہم آپ کو حضرت مرزا صاحب کی صداقت بھی ثابت کر دینگے۔

قولہ۔ مرزا صاحب بتائیں کہ جب آپ کا دعوےٰ مدت سے ہے تو کیوں آپ کے مریدوں کو علم نہیں ہوا۔ کیا جناب کی تفہیم کی کوتاہی ہے یا فہم مریدین کی کمی

اقول۔ حضرت مرزا صاحب کی تفہیم کی کوتاہی اور نہ مریدوں کی کم فہمی بلکہ آپ کی اپنی ہی سمجھ کا قصور ہے بتلائیے تو سہی کہ حضرت مرزا صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ میرے تمام مریدوں کو میرے دعوے اور دلائل سے واقفیت نہیں وہاں تو بعض صاحب کا لفظ ہے اور وہ ایک پر بھی بولا جاتا ہے اب آپ ہی بتائیں کہ اگر ایک شخص حضرت مرزا صاحب کا نیا مرید ہوا ہو اس نے صحبت سے فیض حاصل نہ کیا ہو تو کیا اس کی ناواقفیت سے تمام مریدوں پر ایسا ہی حکم صادق آئیگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا نعوذ باللہ دعوے ہی باطل ہے۔ کیا کچھ مسلمانوں کا قرآن سے ناواقف ہونا اسی امر پر دال ہوا کرتا ہے کہ دنیا میں کسی مسلمان کو قرآن نہیں آتا یا قرآن شریف ہی نعوذ باللہ جھوٹا ہے کیونکہ بعض کو سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر میں پیچھے بھی لکھ آیا ہوں کہ اگر کسی الہام کی تفہیم نفس الہام کے کچھ مدت بعد ہو تو اس میں کونسا استبعاد عقلی لازم آجاتا ہے۔

قولہ۔ مرزا صاحب اپنے آپ کو مثیل مسیح ایک طرف لکھتے ہیں اور بروز محمدی ایک طرف اگر اول ہیں تو ثانی نہیں اور اس صورت میں ناصری کی آمد ثانی پر جو اعتراضات کئے ہیں وہ خود بدولت پر وارد ہونگے۔

اقول۔ ایسے اعتراضات ایسے شخص سے جو اپنے آپ کو عالم و قاضی لکھے نہایت حیرت میں ڈالتے ہیں اول تو اسلئے کہ مرزا صاحب کی عبارت میں واؤ تشبیہ

بوضاحت لکھے ہیں جس سے قاضی صاحب کی نظر عمداً یا سہواً چوک گئی ہے۔ دوم اسلئے کہ اگر وہ خلاف بھی کر دیتے تو تشبیہ بلیغ اور تمثیل ابلغ کے مطابق یہ کلام ہوتی۔ سوم اسلئے تعجب ہے کہ اتنی جلدی ان کے دماغ پر کیوں پانی پھرا اور نسیان کی آندھیاں کیوں چل گئیں جبکہ لوازمات مشبہ بہ کا ذکر کرنا تشبیہ کی تاکید کے لئے ہوا کرتا ہے نہ اسلئے کہ تشبیہ کو بین سے اُٹھا دیا جاوے کیا زہیر بن ابی سلمہ کا وہ شعر جو کہ معلقہ ثالثہ میں مندرج ہے وہ آپ کے لئے راہنما نہیں۔ شعر یہ ہے

لدی اسدٍ شاکِ السلاح مقذف   لہ لبد اظفارہ لم تقلم

کیا شاعر کا منشا یہ ہے کہ حسین بن ضمضم کو نوع حیوان ناطق سے نکال کر نوع حیوان مفترس میں داخل کرے یا یہ کہ شجاعت اسد کو بتاکید حسین بن ضمضم میں ثابت کرے مراد مرزا صاحب کی مسیح یا بروز محمدی ہونے سے صرف یہی ہے کہ آپ قوم نصاریٰ کے لئے ہادی اور مسلمانوں کے لیے حکم۔ قوم نصاریٰ کے کاسر صلیب اور مسلمانوں کے لئے امام ہیں مختلف حیثیات سے متعدد احکام کا ایک موضوع کے لئے ثابت کرنا یہی حکمت ہے +

آپ کا یہ کہنا یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مرزا صاحب احمد بنے۔ رسول اللہ کے احمد ہونے کو بوجہ اس نام کے جمالی ہونے کے جائز نہ رکھا اسلئے کہ آپ جامع جلال وجمال ہیں پھر محمد رسول اللہ کے الہام کے مرزا صاحب کیونکر مصداق بنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جہاں مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ احمد مذکور فی الآیت سے میں مراد ہوں وہاں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسلئے باہر رکھا کہ فقط احمد محمد بیت کی پوری حقیقت کا آئینہ نہیں اور جہاں آپ محمد رسول اللہ کے الہام کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں۔ وہاں مراد نیابت ہے اور خلافت ہے +

قولہ۔ دعاوی مرزا صاحب نے تدریجاً کئے وقتاً فوقتاً ظاہر کئے ہیں۔ اور حدیث وضعی لا مھدی الا عیسےٰ سے استدلال کیا ہے تاکہ مہدی اور مسیح دو شخص نہ ہوں بلکہ خود ہی سب کچھ بن جاویں +

اقول۔ دعاوی اور ان امور کا اظہار جو خدائے تعالےٰ کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں علم پر موقوف ہیں جب تک ذات باری تعالےٰ کی طرف سے علم اور اس کی تفہیم نہ ہو یہ مامورین کا پاک گروہ کبھی جرأت نہیں کرتا تعجب ہے کہ موجودہ مخالفین یعنی خلیفہ رسول اللہ کے مخالفین رسول اللہ کے کیسے مشابہ ہو گئے۔ جیسا انہوں نے کہا تھا وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القراٰن جملۃ واحدۃ سپارہ ۱۹ رکوع اول کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سارے امور یکدم کیوں نازل نہ ہو گئے کیوں ایسا ہوا کہ پہلے شراب جائز رکھا گیا پھر حرام کیا گیا پہلے پردہ کا کوئی حکم نہ تھا پیچھے جا کر حکم ہوا پہلے دعوے رسالت تھا۔ سترہ برس نبوت ہونے کے بعد خاتم النبیین ہونے کا دعوے ہوا۔ یہ وہ اعتراضات ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے آپ پر کئے اسی رنگ کا ٹھیک اسی طرح کا وہ شبہ ہے جو قاضی صاحب نے جناب مرزا صاحب کے متعلق لکھا ہے حدیث لا المھدی الا عیسےٰ کو وضعی کہنا ایسا ہی ہے جیسے شیعہ سنیوں کی حدیثوں اور اہلحدیث حنفیوں کی حدیثوں کو وضعی قرار دیتے ہیں اور سنی ان دونو کے پیش کردہ امور کو لغو سمجھتے ہیں بلا دلیل وضع کسی حدیث کو وضعی کہنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اور صالحین کی اس حدیث کو جو امام ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے علامہ سندھی نے ان روایات پر کوئی جرح نہیں کی اور جرح کرنے والوں کی تردید کی ہے اور ان تمام کو ثقہ ثابت کیا ہے معلوم نہیں کہ کس سنگدلی نے ان لوگوں میں یہ جرأت پیدا کر دی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کو جب اپنے کسی خیال فاسد کے خلاف پاتے ہیں تو بے دلیل اور بے دھڑک اسے وضعی قرار دیتے ہیں کیوں نہ ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں سچی نکلیں تو ان کو موت ہے کسوف خسوف کی پیشگوئی جس کی شہرت تمام اسلامی دنیا میں تھی کہ مہدی کا نشان ہے جب وہ پوری ہوئی اور ایسے وقت میں پوری ہوئی جس وقت کہ ایک مدعی بھی تھا۔ اور اس کی ضرورت بھی تھی۔ بر

لوگ بجائے اس کے کہ اس کو قبول کرتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا سورج دنیا پر ظاہر ہوتا یہ انکار پر کمر بستہ ہو گئے اور اس سورج کے آگے سیاہ آندھی کی طرح حائل ہو گئے۔ یہ ہر ایک نشان جو دنیا کی ہدایت کے لئے ظاہر ہوتا ہے اس سے دنیا کو ہٹاتے ہیں گیا انہیں معلوم نہیں کہ ابھی تک یہود تین نبیوں کی انتظار میں بیٹھے ہیں اور نصارے دو کی گیا وہ اپنے انتظار میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ یہ کامیاب ہونگے

قولہ - مرزا صاحب باوجودیکہ اپنے آپ کو شارع نہیں تبلاتے شریعت محمدیہ میں پھر بھی بہت سی ترمیم کی ہے چنانچہ عقاید میں جن کا خود ان کو تعلق ہے ایسی زیادتیاں کی ہیں کہ نصوص قرانیہ ان کو صریح رد کرتے ہیں جیسا خدا تعالےٰ کی نسبت یوں کہنا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے الہام کیا ہے انت منی وانا منک۔ انت منی بمنزلۃ ولدی ہے اور اپنے بیٹے کی نسبت کان اللہ نزل من السماء خدائے تعالےٰ کو جسم قرار دیا ہے اس کے لئے ولد کا اثبات کیا ہے ﴿

اقول - مجھے یہ شبہات سن کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ لو ذات سوار بطمتنی - جو باتیں قرآن کریم میں احادیث نبویہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے بندگان مقرب بارگاہ کے حق میں بغرض اظہار قرب و مودت ارشاد فرمائی گئی ہیں ان سے علماء کو کیوں بے خبری ہے یا اس حصہ پر ایمان نہیں یا اس کے کچھ معنی ہوتے بہر حال ہم بے خبری پر ان اعتراضات کو محمول کرتے ہیں منی و منک سے اتحاد و عینیت مراد نہیں ہوتی کیا سپارہ دو کے آخری رکوع میں فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی کیا جو نہر سے پانی پی لیگا وہ طالوت کا عین نہیں رہیگا اور جو نا پئیگا وہ عین ہو جاویگا بلکہ مراد مطلق تعلق ہے اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جلیبب کے حق میں فرمایا ہے۔ ھذا منی وانا منہ تو کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ غرض

ہے کہ میں جلبیب کا بیٹا ہوں اور جلبیب میرا بیٹا ہے اسی طرح رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے قرون ثلاثہ کے بعد آنے والے لوگوں کے حق
میں فرمایا ہے کہ لیسوا منی ولست منھم کیا قاضی صاحب اس
کے یہ معنی کرینگے کہ وہ میرے بیٹے نہیں اور میں ان کا بیٹا نہیں مقصد
نفی تعلق ہے پھر جہاں بیٹے کے حق میں مرزا صاحب نے یہ الہام
بیان کیا ہے کانّ اللہ نزل من السماء جہاں کہ لفظ کان بھی موجود
ہے کیا بڑھ کر ہے اور قاضی صاحب کے نزدیک زیادہ برا ہے بہ نسبت
اس کلام کے جو اللہ پاک نے اپنی کلام پاک میں اپنے حبیب کے حق
میں فرمائی ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ کہ ٹھیک جو لوگ
تیری بیعت کرتے ہیں نہ اور کسی کی۔ اب مقام غور ہے کان اللہ نزل من السماء
میں کان کا لفظ جو کہ تشبیہ کو واضح کرتا ہے وہ موجود ہے اور یہاں آیۃ کریمہ
میں لفظ تشبیہ بالکل کوئی نہیں بلکہ نفی غربت کے لئے لفظ انما تلوار پکڑے
کھڑا ہے اور انّ تاکید مزید کر رہا ہے گویا صاف ہے یقیناً جو لوگ تجھ سے
بیعت ہوتے ہیں وہ تو سوائے اللہ کے اور کسی کی بیعت نہیں کرتے قاضی
صاحب غور کریں آمنا و ہول کیوں ہے حدیث صحیحین میں مروی ہے
کہ جس بندہ سے میں پیار کرتا ہوں میں اس کے کان بن جاتا ہوں۔
جس سے وہ سنتا اس کی آنکھ بن جاتا جس سے وہ دیکھتا میں اس کے ہاتھ بن
جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا میں اس کے پاؤں بن جاتا جس سے وہ چلتا
کیا مرزا صاحب کے کان اللہ نزل من السماء سنانے پر فوراً اعتراض
ہو گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو آپ جسم مانتے ہیں اور وہ حدیث قدسی جو رسول
صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی طرف سے بیان کرتے ہیں جس میں
اعضاء جسمانیہ کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ اپنے
محبوب انسان کے جسمانی اعضاء خدا تعالےٰ بن جاتا ہے مراد ان الفاظ سے
اظہار تعلق ہے نہ جسمانیت مگر یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح متشابہات کی طرف
جھک جاتے اور محکمات سے احتراز کرتے ہیں ؛

وہ شخص اصل کی بیعت کرتے ہیں

قولہ - مرزا صاحب ملائکہ کو کواکب کی ارواح مانتے ہیں اور ان کے نزول کے قائل نہیں۔ حالانکہ نزول ملائکہ خصوصاً جبرائیل کا قرآن و حدیث میں بارہا مذکور ہے +

اقول - جناب مرزا صاحب کا وہی عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث کو خود نہ سمجھنا اپنی نافہمی کا الزام دوسروں پر لگانا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشینگوئی کو نہ سمجھا اور اُلٹے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ جسم نورانی ہیں اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جسم کی طرح دو مکانوں میں ایک وقت میں نہیں ہوتے اور نزول ان کا اس طرح ہوتا ہے جیسا کہ اوپر سے اینٹ یا پتھر گرے کیا آپ لوگ اللہ کے نزول سے یہی سمجھا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آخری ثلث لیل میں سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں تو کیا اُس وقت عرش خدا تعالےٰ سے خالی ہو جاتا ہے جسم کثیف پر ان کو قیاس مت کرو ملائکہ کے متعلق جو ارشاد قرآن کریم میں لکھا ہے اس پر مرزا صاحب کا ایمان ہے وما منا الا له مقام معلوم وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون فرشتوں کی طرف سے اللہ تعالےٰ نقل فرماتے ہیں کہ ہر ایک کا ملائکہ میں سے مقام معین ہے اور تمام صف بستہ تسبیح کرتے ہیں ان کا نزول بھی ہوتا ہے اور وہ اپنے مقام معلوم کو چھوڑتے بھی نہیں +

قولہ - ہمیں تمام کتب الہیہ قرآن انجیل توریت وغیرہ سب پر ایمان لانے کا حکم ہے مرزا صاحب ایلیا کا بجسدہ العنصری آسمان پر جانے کا انکار کرتے ہیں باوجودیکہ توریت میں لکھا ہے مسیح علیہ السلام کے صلیب پر لٹکائے جانے کی قرآن تردید کرتا ہے اور مرزا صاحب بزور ثابت کرتے ہیں +

اقول - مرزا صاحب پر صراحر بہتان ہے کہ وہ بات جو کتاب مہیمن قول فیصل میں لکھی ہوئی ہوں وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ توریت موسے کی کتاب پر یہ افترا ہے کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ ایلیا آسمان پر بجسدہ العنصری

چلا گیا توریت میں تو ایلیا کا نام تک نہیں اگر ہو تو کیا قرآن نے اس کی تصدیق
کی ہے اور ہر بات جس کی تکذیب یا تصدیق سے قرآن کریم ساکت ہو ہمیں
اصل کتاب کی تصدیق کردینی چاہیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے ۔ کہ لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبو ھم ۔ مرزا صاحب
نے تو یہ کہیں نہیں کہا کہ قرآن کریم کی وہ آیات جو اپنے مطلب کی ہوں وہ لے
لیں اور باقی کو چھوڑ دیا ۔ ہاں قاضی صاحب آپ کی یہ عادت ہے جیسا کہ
انجیل سے آپ نے الیاس کا جسمانی طور پر نزول بقول یہود تسلیم کر لیا ۔
اور حضرت مسیح نے جو اس کے معنی کیئے ہیں اس کا انکار کیا اور انجیلوں
کو محرف بتلایا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض قرآن
کریم میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ مسیح کو انہوں نے صلیب پر چڑھایا نہیں
قرآن کریم میں تو یہ ہے کہ انہوں نے صلیب پر مسیح کو مارا نہیں دیکھئے
لسان العرب الصلب القتلۃ المعروفۃ صلب کے معنی ہیں
صلیب سے مار ڈالنا وما قتلو ۔ کے یہ معنی نہیں کہ انہوں نے صلیب
پر لٹکایا نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اُنہوں نے صلیب پر مارا نہیں
یہ آپ کو دھوکا لگتا ہے ۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ مسیح ناصری نے بیا آنا
انجیل میں بوضاحت بیان کیا ہے اس سے مرزا صاحب کو روگردانی ہے
یہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا ۔ کیونکہ مسیح نے کسی کے دوچارہ کے آنے کے
معنی خود الیاس کے دوبارہ نازل ہونے کے متعلق انجیل میں تفسیر بیان
کر دیئے ہیں ہاں آپ کو یہودیوں کی طرح الیاس کا آسمان پر بجسدہ العنصری
ہونا مسلم ہے مسیح دنیا میں آ نہیں سکتے جب تک الیاس آسمان سے
بجسدہ العنصری نزول نہ فرمائیں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
آ نہیں سکتے جب تک مسیح نہ آوے کیونکہ وہ آپ کا مبشر ہے اس لئے
یہود اگر ان دونو نبیوں حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں تو آپکے نزدیک حق پر ہیں
اور آپ کو بھی ان کا ساتھ دینا منظور ہے تو خیر ....

.......سچ تو یہ ہے کہ راستبازوں کا انکار ایمان کو بیخ دین سے اکھاڑ دیتا ہے

قولہ مرزا صاحب نے ازالہ میں متعدد مقامات میں یہ بیان کیا ہے کہ نبیوں کو شیطانی القا ہوتا ہے - اور مسیح کے معجزات مسمریزم ہیں - میں ان کو مکروہ سمجھتا ہوں +

اقول - یہ مثال شاید آپ ہی کے لئے مشہور ہے کہ قرآن میں سے لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ لیں آگا پیچھا دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر آگے پیچھے کا لحاظ جیسا کہ آپ کا داب ہے نہ رکھا جاوے تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ قرآن کریم میں بت پرستی کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ سورہ نوح میں ہے لا تذرن آلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا - گو اس کے ابتدا میں دیکھنے سے قالوا کا لفظ بتلا دیگا کہ یہ حکایت مشرکین سے ہے قاضی صاحب نے ازالہ میں یہ کس سے خطاب ہے - اسے بھی نظر انداز کیا - اور جو دلیہ مرزا صاحب نے پیش کردہ پر قائم کی ہیں ان سے بھی آپ کی نظر چوک گئی دیکھئے وہاں وہ اہل حدیث وہابی ایک مولوی عبد الحق غزنوی اور دوسرا مولوی محی الدین صاحب لکھوکی مخاطب ہیں جن کی تفاسیر مسلمہ میں اس آیت کے نیچے وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطان فی امنیتہ روایتوں کی بھرمار کی ہے کہ ضرور نبیوں کو شیطان القا کردیتا ہے اور نبیوں کی وحی میں وہ الفاظ ملا دیتا ہے اور مشرکوں کو اور شیطان کے دوستوں کو اس سے چند روزہ خوشی مل جاتی ہے آخر کار خدا تعالیٰ کو وہ القا منسوخ کرنا پڑتا ہے - تاکہ خدا کی آیتیں محکم ہوں مسیح نے سچ کہا ہے کہ دوسرے کی آنکھ میں تو تنکا دیکھ سکتے ہو - مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا +

باقی مرزا صاحب کا مسیح کے پرندہ بنانے کو مکروہ بتلانا اس لئے ہے کہ شریعت اسلام میں تصویر بنانے کو مکروہ سمجھا گیا ہے اگر کسی پہلی کتاب میں کسی نبی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس نے شراب بنانے کا معجزہ دکھلایا تو.....

شراب اور اس کے بنانے کو مکروہ کیا بلکہ حرام سمجھیگا - گو اس نبی کے ماننے والے اس کو بطور اعجاز ہی کیوں نہ پیش کریں اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کو تمام جہان کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ایک طرف نصرانی مسیح کو الوہیت کی کرسی پر بٹھلاتے ہیں دوسری طرف مسلمانوں کے علماء اس کی تصدیق کرتے ہیں یعنی صفات الوہیت کو مسیح میں تسلیم کرتے ہیں جس سے نصاریٰ کو ظاہری دنیوی غلبہ کے ساتھ مذہبی باطنی غلبہ بھی ملتا جاتا ہے سو مرزا صاحب نے فریقین کو بعہدہ مسیحیت و مہدویت سمجھاتا ہے کہ مسیح الہ نہیں اور نہ اس میں صفات خداوندی پائے جاتے ہیں - چنانچہ مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ مٹی سے پرندے بنانے کا یہ مقصد ہے کہ محض امی بے خبروں کو وہ علم بخشنا کہ ان کا پیشتی ضلالت سے ہدایت کے بلند درخت کی کونپلوں پر پہنچا دیا ہے اور مسیحیوں کو یہ سمجھایا کہ مٹی سے ایسی ایسی شکلیں بنائی گئیں اچنبا نہیں کیونکہ ایسے بہت سا اور بھی گذرے ہیں جنہوں نے مسیح سے بڑھ کر عجائبات دکھلائے اور نصاریٰ ان کی الوہیت کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ان کی الوہیت کا دعوے کرتے ہیں - چنانچہ ازالہ اوہام میں اس مضمون کو شروع سے لے کر اخیر تک پڑھنے والے پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی کہ وہاں دونو قوموں کو تنبیہ کی ہے ٭

قولہ - اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کا قصہ کہ پرندوں کا گوشت ان کو پہاڑ پر رکھنے کا حکم ہؤا پھر گوشت سے وہ پرندے بن کر آ گئے - مرزا صاحب اس کو گوبرا اور دہی سے بچھوؤں کا پیدا ہو جانا بتلاتے ہیں اور ایک اور بزرگوار جو سو برس مرا پھر اس کو زندہ کیا گیا اور اس کا اس کے سامنے گرد کی حالت سے گدھے کی حالت میں لایا گیا اور اس کو کھانا نہ بگڑا مرزا صاحب کو ان دونو قصوں کی حقیقت سے انکار ہے گویا قیامت سے انکار ہے ٭

اقول - دعوے اور دلیل کا فرق کرنا اور تقریب کا تمام کرنا قاضی صاحب

پر ہی موقوف ہے معلوم نہیں کہ کس طرح کی عدالت کرتے ہونگے ان دونو قصوں کا قیامت سے کیا تعلق ہے کہ ان دونو کی حقیقت جو آپ نے سمجھی ہے اگر اس کا کوئی انکار کرے تو اس سے انکار قیامت لازم آتا ہے۔

یہ باتیں جو آپ نے لکھی ہیں الحمد للہ کہ قرآن کے الفاظ میں نہیں ہیں قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ گوشت پہاڑوں پر رکھا گیا یا گردسے گدھا بنا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن کریم میں بھی یہ جرأت کیا یہ یہود والی تحریف نہیں ہے جب علماء نے یہودی بننے کا فرض ادا کر دیا تو کیا امت میں کوئی مسیح بننے کا فرض ادا نہ کرتا اس دنیا میں مردہ کا زندہ ہونے سے مرزا صاحب نے انکار نہیں کیا اگر انکار کیا ہے تو اللہ تعالےٰ نے انکار کیا ہے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا ہے جیسا کہ آپ کی کلام سے ظاہر ہے دیکھئے آیات قرآنیہ

ثم انکم بعد ذالک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون پیدا ہونے کے بعد تم مروگے پھر تم قیامت میں اُٹھائے جاؤگے واذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون سورۃ مومنون رکوع اول و آخر جب لوگوں میں کسی کو موت آتی ہے تو کوئی کہہ اٹھتا ہے۔ کہ اے میرے رب مجھے دنیا میں واپس بھیج میں وہ نیک عمل کروں جو مجھ سے رہ گئے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہ اس کے منہ کی بات ہے روز بعثت تک ان کے آگے روک ہے اور ایک اور آیت میں یہ فرمایا ہے فیمسک التی قضی علیھا الموت سپارہ ۲۴ رکوع ۲ اللہ تعالےٰ اس جان کو وہیں روکے رکھتا ہے جس پر موت کا حکم لگ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحیح کی روایت ہے۔ کہ جابر کے باپ کے حق میں فرمایا کہ شہید ہو جانے کے بعد جابر کا باپ مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوا اور اُسے اجازت دی گئی کہ جو چاہے مانگ لے اس اجازت پر اس نے یہی مانگا کہ مجھے دنیا میں دوبارہ پھر بھیجا جاوے تاکہ میں تیرے راستہ میں پھر

قتل کیا جاؤں اللہ تعالےٰ کی طرف سے باوجود اجازت دینے کے یہی جواب ملا - کہ یہ ہم مقرر کر چکے ہیں - کہ اس جہان میں آئے ہوئے پھر لوٹ کر نہیں جاتے +

قرآن وحدیث سے خود اعتراض ہے اور نصوص بینہ سے انکار ہے - پھر دیکھئے کہ ابھی تک مرزا صاحب مصلح قوم کی تکذیب پر اصرار ہے +

قولہ - مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد آدمی کی روح جنت یا نار میں چلی جاتی ہے یہ عقاید محمدیہ کے بالکل خلاف ہے +

اقول - عقائد محمدیہ کے خلاف تو بالکل نہیں ہاں ان عقاید کے ضرور خلاف ہے جو زمانہ فیج اعوج میں تراشے گئے ہیں قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اس امر کو پکار پکار کر کہ رہے ہیں کہ مرنے کے بعد جنت اور دوزخ شروع ہو جاتا ہے دیکھئے قوم نوح کے متعلق باری تعالےٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں مما خطیئٰتہم اغرقوا فادخلو انارًا - اور فرعون اور اُس کے لشکروں کے متعلق کیا ارشاد ہوتا ہے وحاق باٰل فرعون سُوء العذاب النار یعرضون علیہا غدوًا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا اٰل فرعون اشد العذاب - نوح کی قوم کو غرق کرنے کے بعد آگ میں داخل کیا گیا اور فرعون کے لوگوں کو صبح وشام آگ پر جلایا جاتا ہے قیامت کے روز اس سے بھی سخت عذاب میں پڑینگے جنت کے متعلق دیکھئے اللہ تعالےٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں - جو تین رسولوں پر ایمان لایا سورت یٰسین میں قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین - اس کو کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ - اس نے کہا کاش میری قوم کو پتہ لگ جاوے کہ میرے رب نے میری کیسی مغفرت اور عزت کی ہے شہدا کے متعلق لکھا ہے بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین - احادیث کی طرف توجہ فرمایئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرماتے ہیں القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران - قبر یا جنت کے باغوں میں ایک باغیچہ ہے یا جہنم

کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے اپنے بیٹے ابراہیم کے حق میں ان کی وفات پر فرمایا ان لہ لمرضعا فی الجنۃ کہ اس کے لئے جنت میں ایک دایہ ہے یہ بینات ہیں مگر صادق کی تکذیب جیسا کہ ایمان قلب سے سلب کر دیتی ہے ویسے ہی دماغ سے علم بھی مٹا دیتی ہے +

ہم تو آریوں اور عیسائیوں سے نالاں تھے کہ انھوں نے سید المرسلین اطیب الطیبین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کس قدر گندے اعتراضات اور ناپاک شبہات ان کے ازواج کے متعلق ان کی اپنی زندگی کے متعلق ان کے تعلقات کے متعلق کئے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بعض علماء سے ہی انھوں نے یہ طریق سیکھا ہے۔ کیونکہ ان کا اور ان علماء کا طریق ایک ہے جاہل ہمیشہ مقتدی ہوتے ہیں علماء کی شان مقتدا ہوتا ہے انہی حضرات نے آریہ اور نصاریٰ کو اپنی ان عادات سے جرأت دلادی ہے +

قولہ - مرزا صاحب کی غیب دانی اور نبوت پیشگوئیوں پر مبنی ہے جن کی تعداد وہ دو سو کے قریب بتلاتے ہیں ساری دنیا کی نگاہ ایک نکاح والی پیشگوئی پر ہے انا زوجنا کھا ماضی کا صیغہ ہے پھر بکر یا ثیب کا لفظ شک کے لئے آتا ہے مرزا صاحب کے الہام کنندہ کو اصل واقعہ کا علم نہیں جبھی تو شکی الفاظ بولے جاتے ہیں +

اقول - مرزا صاحب کی ایک ہی پیشگوئی نہیں جس کا آپ کی ذات سے تعلق ہے بلکہ بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو صرف آپ ہی سے وابستہ ہیں اور ان کی سچائی روز روشن کی طرح مخلوقات پر ظاہر ہو چکی ہے مثال کے طور پر چند پیشگوئیاں کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا براہین میں جو کہ ایسا وقت تھا کہ آپ کو کوئی نہیں جانتا تھا اور کوئی آپ کا مخلوقات میں سے معین و مددگار نہ تھا ایسے وقت میں خدا تعالےٰ کا یہ الہام یاتیک من کل فج عمیق وحان ان تعان وتعرف بین الناس وقع مکاتک

یعنی تیرے پاس دور دور سے تحائف آئینگے لوگ اس کثرت سے آئینگے۔
کہ راستے چل چل کر گھرے ہو جائینگے تیرے پاس وہ مرد آئینگے جن کو آسمان
سے ہم حکم دے کر بھیجینگے ۔ وہ وقت آگیا کہ تیری مدد کی جاوے اور تو
لوگوں میں شناخت کیا جاوے اپنے مکان کو وسیع کر میں تجھے اسلام کی
ایک بڑی جماعت دونگا اور یہ پیشینگوئیاں جن کو مرزا صاحب نے یا مختلف
اشتہارات اور رسائل میں شائع کیا ہے۔ انی مھین من اراد اھانتک
واللہ یعصمک من الناس انی احافظ کل من فی الدار یعنی ذلیل
کر دونگا۔ اس شخص کو جو تیری ذلت چاہتا ہے اور اللہ تعالے نے تجھے
لوگوں سے محفوظ رکھیگا۔ عین طاعون کی شدت کے دنوں میں کون
ایسا دعوے کر سکتا ہے۔ میں ان لوگوں کی حفاظت کرونگا جو تیرے گھر
کی چاردیواری میں رہتے ہیں۔ دیکھو یہ پیشینگوئیاں مرزا صاحب کی
ذات کے متعلق ہیں جو روز روشن کی طرح پوری ہوئیں اور دنیا نے اپنی
آنکھوں سے ان کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا مگر باوجود اس کے کہ
دنیا نے ناخنوں تک زور لگایا کہ مرزا صاحب کے پاس کوئی نہ جاوے
اور نہ ان کو کوئی شناخت کرے مگر لاکھوں کی تعداد میں وہ ہیں جنہوں نے
آپ کو شناخت کیا اور آپ کے دروازے پر پہنچے اس بات سے ظاہر ہے
قاضی صاحب کا آپ کی ذات کے متعلق صرف ایک پیشینگوئی کو بتلانا
اور باقی سے انکار کرنا اور ان کی تفصیل کو باوجود کثیر التعداد رسائل
اور اشتہارات میں شائع ہوتے ہوئے کو محض نامعلوم بتانا کس قدر
تعصب اور عناد کی دلیل ہے باقی رہا نکاح والی پیشینگوئی کے متعلق
سو واضح ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے نکاح والی پیشینگوئی اسلئے
نہیں شایع کی تھی کہ آپ کو کسی نکاح کی ضرورت تھی بلکہ اپنے رشتہ
داروں میں ایک نشان کا قائم کرنا مقصود تھا تا ان کو بھی وہ معرفت
حاصل ہو اور اسی چشمہ سے وہ بھی سیراب ہوں جس کو حضرت مرزا صاحب
دنیا میں لائے ہیں وہ پیشینگوئی بطور تہدید اور وعید کے ان کے لئے

کی گئی تھی - چنانچہ ان میں سے بعض مرے جو کہ عناد میں حد سے بڑھے ہوئے تھے اور بعض نے آپ کو شناخت کیا اور بعضوں نے وہ بیباکانہ حالت جو ان کی پہلے تھی اسی سے رجوع کر لیا اور گستاخی اور بے ادبی کے طریق کو چھوڑ کر سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے یا ارادت کا اظہار کیا چنانچہ ان کے خطوط موجود رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع کئے گئے ہیں مخالفین کے ایسے ہی اعتراض ہوتے ہیں جو کہ قران کریم کے اصولوں کے بالکل خلاف ہوتے ہیں اگر یہ لوگ قرآن کریم کے خلاف نہ چلتے تو مسیح موعود کی ضرورت نہ تھی چنانچہ قرآن شریف نے جو پیشینگوئیوں کے متعلق جو اصول باندھے وہ حسب ذیل پیش کئے جاتے ہیں جن کے دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہو جائیگا - کہ یہ لوگ قرآن شریف بالکل دیکھتے ہی نہیں یا اُن کے گلے سے نیچے نہیں اُترتا اُنھوں نے وہ نگاہ جو مسیح موعود کی تکذیب کے لئے لمبی کی ہے قرآن کریم میں کبھی کوئی اس کا حصہ خرچ نہیں کیا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ یا تو محض ناواقف ہیں یا اُن کو قرآن پر ایمان نہیں اپنی من گھڑت باتوں کو معیار بناتے اور یہ نہیں سوچتے کہ جس شاخ پر ہم بیٹھے ہیں کہیں وہی نہ کاٹ رہے ہوں جو وار ہم دوسروں پر کر رہے ہیں الٹا کہ ہم پر ہی نہ پڑے وہ اصول یہ ہیں +

وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی نعدکم پارہ ۲۴ سورۃ حم مومن رکوع ۴ کہ اگر راستباز ہے تو پہنچ جائینگے تم کو بعض اس کے وعدے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت جس کو اللہ چاہے مٹا دے اور جس کو چاہے ثابت رہنے دے اور یہ آیت بالخصوص نشانات کے لئے وارد ہوئی ہے اس کا ماقبل یوں ہے وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ سے لکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتب سپارہ ۱۳ سورت رعد رکوع اخیر +

واذا بدلنا ایۃ مکان ایۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون جب ہم بدلتے ہیں رکھنے میں

ایک نشان بجائے دوسرے نشان کے اللہ ہی اپنے نازل کردہ کو جانے کہہ دیتے ہیں کہ محض تو مفتری ہے اکثر لوگ نہیں جانتے یاد رہے کہ جس قدر پیشگوئیاں ہوتی ہیں وہ نشان ہوتے ہیں ایک نشان کے بدلے اور نشان کا رکھ دینا یہ خدا تعالیٰ کی سنت میں قرار پا چکا ہے ایسی حالت کو دیکھ کر مفتری کہہ دینا قول کفار ہے مفتری اس صورت میں ہو سکتا ہے ✦

کہ بغیر نشان کے ہو۔ وعدہ وہ چیز ہے جو خدا تعالیٰ آئندہ زمانہ میں کسی عمل کا نتیجہ شر یا خیر کے وقوع کی نسبت خبر دیتا ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے جیسا کہ کفر کی راہ بھی کھلی ہے جو ایمان لائے عمل صالح کرے اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے اور جو شخص نیک عمل کرتا کرتا آخری دم میں ارتداد اختیار کرے اس سے وہ وعدہ ٹلیگا اور وعید جہنم اس کے لئے نمودار ہوگا۔ کوئی وعدہ یا وعید اس سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں وہ کتاب میں لکھا ہے وہ ذات جو کہ غنی مطلق غالب علی امرہ جس کی شان یمحو اللہ مایشاء و یثبت ہے جس کی یہ حالت اس کی باتوں پر کس طرح پر اعتراض ہو سکتا ہے ماہر بن شریعت مثلی بملکات النبوۃ دیکھئے کیا فرماتے ہیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دعا میں فرماتے ہیں۔ اے اللہ اگر تو نے میرا نام اشقیاء میں لکھ دیا ہے۔ وہاں سے مٹا کر میرا نام سعداء میں لکھ دیجئے وہ تفرعات اور ابتہال جو سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ استغناء ذاتی کو مد نظر رکھ کر جنگ بدر میں کیا ہے وہ کسی اہل علم پر مخفی نہیں تبدیل حالت سے ضرور وعدہ میں تاخیر یا محو یا نسخ یا تبدیل واقع ہو سکتا ہے یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین موسےٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی قوم کو یہ فرمایا اے قوم ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ اللہ نے تمہارے لئے لکھدی ہوئی ہے یہ صیغہ ماضی ہے جو کہ فعل کی تحقیق کو گذشتہ زمانہ میں ثابت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

آخر بنی اسرائیل جب جانے سے منحرف ہوئے اور یہ کہا اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ ۔ ۴۰ سال تک وہ ان پر حرام کی گئی اور ان کی حالت نے وعدہ کو تاخیر میں ڈال دیا دیکھئے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولایت کا شرق غرب اسلامی دنیا گواہ ہے وہ وعدہ کے متعلق کیا رقمطراز ہیں +

اذا کنت ضعیف الایمان والیقین ووعدت بوعد وفی بوعدک ولا تخلف لئلا یزول ایمانک ویذھب یقینک فعند توعد بوعد فاذا اطمانت الیہ ووجدت فیک امارۃ ارادۃ ما نقلت من ذالک الموعد الی ماھو اعلیٰ منہ وصرفت الی ماھو اشرف منہ ایفاز ابدل الشی واعدم وصرفت منہ فلم تعطہ فی الدنیا وعوضت عنہ فی الاخری انتھے ملخصاً یعنی ضعیف الایمان سے اگر کوئی وعدہ کیا جاوے وہ ضرور پورا کیا جاتا ہے تاکہ اس کا یقین اور ایمان زائل نہ ہو ہاں عارف کامل سے وعدہ کی ایفاء علی الخصوص جب عارف خود بھی چاہتا ہو اس دنیا میں ضروری نہیں اس سے اعلیٰ کی طرف کے جانا یا آخرت میں اس کا بہتر بدلا دینا یہ بھی جائز ہے۔ مقالہ ۱۹ +

اور پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں انما لم یستجب للعارف کل ما یسئل ربہ عز وجل ولم یوف لہ بکل وعد لئلا یغلب علیہ الرجاء عارف کی تمام دعائیں اور رب کے سب وعدے اسلئے نہیں پورے کئے جاتے کہ کہیں اس پر امید غالب نہ آجاوے۔ مقالہ ۴۴ +

یہ اس کامل عارف کی کلام ہے جو کہ قرآن اور حدیث کو خوب سمجھتے مشکلات کے حل کے لئے ایسوں ہی کی کلام کنجی ہے۔ دیکھئے دوسرے عارف شاہ ولی اللہ صاحب جو کہ شان ... حدیث بھی رکھتے ہیں

ہیں اپنی مصنفہ کتاب فیوض الحرمین میں کیا فرماتے ہیں ایک لمبے مضمون کی سرخی یہ قائم کرتے ہیں۔ قد یعد اللہ لواحد من اھل اللہ موعود الشئ لا یظھر الامر علی ما وعد مع کون الالھام صحیحا۔ بیشک اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کو کوئی وعدہ دیتا ہے پھر اس طرح پورا ظاہر نہیں کرتا جس طرح پر وعدہ کیا تھا۔ حالانکہ الہام بھی صحیح ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے معیاروں سے اور عارفین کی کلام سے یہ امر ثابت ہوتا ہے ہر ایک وعدے کا پورا کرنا خدا تعالےٰ کے ذمہ فرض نہیں ہے یہ نہ کہا جاوے کہ قرآن شریف میں ان اللہ لا یخلف المیعاد لا یخلف اللہ وعدہ صریح آئتیں لکھی ہیں۔ جن کا خلاف کسی طرح قبول نہیں ہو سکتا اسلئے کہ المیعاد اور وعدہ سے وہی وعدہ خاص مراد ہوتا ہے جس کے بیان کے بعد یہ الفاظ لائے جاتے ہیں مثلاً ربنا انک جامع الناس لیوم لاریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد جیسے وعدہ کا ذکر ہے کہ قیامت کے روز مخلوقات کو خدا تعالےٰ ضرور اکٹھا کریگا اس کے بعد فرمایا کہ ضرور اللہ تعالےٰ اس وعدہ کا خلاف نہیں کریگا نکاح والی پیشگوئی کیا چیز ہے جبکہ اللہ تعالےٰ نے جن اغراض کے لئے وہ وعدہ مسیح موعود کو دیا تھا اس سے کئی گنا بڑھ کر اغراض کو پورا کیا اور اس سے بڑھ کر جلالی اور جمالی نشانات کو ظاہر کیا کیا سارے نشانوں سے جن کو خدا تعالےٰ نے محکم کیا ہے ان سے اعراض کروگے اور جن کو متشابہات میں چھوڑا ہے ان کے پیچھے لگو گے جن کے دلوں میں کجی ہے فتنے اور فساد کی خواہش پر وہ ضرور متشابہات کی طرف راغب ہونگے کیا خدا تعالےٰ کے مرسل پر جس قدر امور اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائے ہیں سارے کے سارے کا تم احاطہ کر سکتے ہو تو پھر تمہارے علماء نے اپنے اصول کی کتابوں میں یہ کیوں لکھ دیا ہے کہ متشابہات کا حل کبھی نہیں ہو سکتا اس سے امید ہی قطع کر دینی چاہئے ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء۔

بعض باتوں کے جواب دینے میں میری طبیعت رکتی ہے کہ بہ معترض علماء چونکہ قرآن سے تو ناواقف ہوتے ہیں ایسا نہ ہو ایسی باتوں کو قرآن میں دیکھ کر یہ اسلام سے برگشتہ ہوں چنانچہ مجھے ایک دفعہ کا واقعہ یاد ہے کہ ایک مولوی صاحب نے بعض سوالات حضرت مرزا صاحب پر کئے ہیں جب ان کا نمونہ قرآن کریم سے پیش کیا تو انہوں نے فوراً کہ دیا کہ میں تو قرآن کو بھی سلام کرنے کو تیار ہوں +

سوال یہ کیا ہے کہ الہام کے یہ لفظ ہیں کہ کنواری یا ثیبہ ہو کر تیرے پاس وہ عورت آئیگی تو کیا الہام کنندہ کو اصل واقعہ کا علم نہیں کیونکہ او شک کے لئے آتا ہے اور شکی باتیں وہی کرتا ہے جس کو علم نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عالم الغیب کی کلام نہیں۔ اس کا جواب سیدھا اور صحیح تو یہ ہے مولا کریم تو بیشک عالم الغیب ہے اس کے علم میں تو کوئی نقص نہیں لیکن جس قدر وہ کسی کو علم بخشنا چاہے اس سے زائد کے لئے کوئی اُسے مجبور نہیں کر سکتا جیسا کہ اپنی کتاب مطہر میں اپنی شان کا ذکر فرماتا ہے لا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء کہ اس کے علم کا اسی قدر حصہ کوئی لے سکتا ہے جتنا وہ چاہے یعنی اس بارگاہ سے علم انسان کی خواہش کے مطابق نہیں آتا۔ بلکہ باری تعالےٰ اپنی مرضی کے مطابق جتنا چاہتے ہیں فیضان علمی فرماتے ہیں اگر لفظ او کے استعمال کرنے سے کلام الٰہی نہیں بن سکتی تو یہ لفظ ان آیات مبارکات میں کیوں استعمال کیا گیا ہے +

لیقطع طرفاً من الذین کفروا او یکبتھم فینقلبوا خائبین لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک ان تمام آیات میں لفظ او موجود ہے اور ایسا قرآن کریم میں بیشمار جگہوں میں پایا جاتا ہے خوف طوالت ہے اور علماء

کے خوف ارتداد سے اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے علماء مخالفین کی طبیعتیں چونکہ حقیقت دین سے کہیں دور جا پڑی ہیں اور اپنے من گھڑت اصول کو انہوں نے دین سمجھا ہوا ہے اسلئے خوف آتا ہے کہ حقیقی اصول اگر ان کے سامنے پیش کئے جاویں تو ضرور ان کے من گھڑت اصولوں کے خلاف ہونگے تو ان کو دین چھوڑنا پڑیگا۔ اگر یہ حقیقی اصولوں پر قائم ہوتے تو ان کا رسول ایک ان کی کتاب ایک ان میں اتنا اختلاف فتوے کفر نہ چلتا یہ تو اندھیری رات میں چونکہ خود اندھے ہو رہے ہیں۔ اسلئے نہ اپنا قبح نظر آتا ہے اور نہ دوسرے کے حسن کو یہ دیکھ سکتے ہیں۔ اندھا دھند فتوے کفر کی بوچھاڑ ان کے بلادوں میں سے برس رہی ہے ان کو شرم نہیں آتی ....

....

....

علاوہ بریں نکاح والی پیشگوئی کے متعلق میرے مکرم دوست اکمل صاحب نے تشحیذ الاذہان کے پرچہ میں بہت مفصل مضمون لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی نہیں بلکہ کئی ایک پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے جس شخص کو زیادہ تحقیق مدنظر ہو وہ وہاں سے پڑھ لے ٭

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہم محاکمہ کے جواب سے فارغ ہوئے جو باتیں اس میں صحیح لکھی گئی ہیں جو غلطیاں ہیں وہ ہماری نادانی کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہماری اس محنت کو اپنی رضا کی موجب بنائے اور اپنی مخلوق کی ہدایت کا باعث ہو۔ آمین ؛

تمّت

راقم خاکسار حافظ روشن علی سکرٹری انصار اللہ قادیان
ضلع گورداسپور

[illegible]

عرض حال

اپریل میں حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بعض کتب قاضی سلیمان صاحب کی جو انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف لکھی ہیں بعض دوستوں کو تقسیم کیں چنانچہ خاکسار کے سپرد ایک نہایت چھوٹا رسالہ کیا جسکا نام محاکمہ ہے جس کا جواب بعینہٖ انہی دنوں میں نہایت سرعت کے ساتھ شیخ عبدالرحمن صاحب حال مصری کے قلم سے مینے لکھوایا جب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے اول سے اخیر تک اسے پڑھا اور اسکو بہت پسند کیا اور اسکی تعریف کی بعض اور دوستوں کو بھی اس مسودہ کو پڑھ لینے کے لئے حکم فرمایا جن میں سے مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کا نام یاد ہے اسکے بعد خاکسار کو کوئی سفر پیش آیا وہ مسودہ حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس ہی رہا کیونکہ آپنے فرمایا تھا کہ میں اسکو خود چھپوا دونگا جب دو مہینے کے بعد میں سفر سے واپس آیا تو مینے حضرت خلیفۃ المسیح سے اس مسودہ کے متعلق دریافت کیا آپ نے اسکو اپنے کاغذات میں تلاش کیا تو نہ ملا فرمایا مینے کسی کو دیدیا۔ قادیان میں مینے کئی دوستوں سے دریافت کیا مگر مسودہ کا پتہ نہ چلا جب ملتان کے جلسہ پر ماہ نومبر ۱۳ء میں جا رہے تھے رستہ میں لاہور ٹھہرے وہاں حکیم محمد حسین المعروف مرہم عیسیٰ نے کچھ کاپیاں پیش کیں جو کہ طبع کے لئے لکھوائی گئی تھیں تاکہ وہ صحیح کیجائیں جب دیکھا تو یہ وہی مضمون تھا مینے دریافت کیا کہ آپ نے کہاں سے لیا۔ حکیم حضرت خلیفۃ المسیح نے مجھے چھپوانے کیلئے دیا ہے اسکا ایکہزار نسخہ چھپواؤنگا اور فی نسخہ دو آنے پر فروخت کرونگا وہاں تو صحیح کرنیکا موقعہ نہ تھا اسلئے حکیم صاحب جلسے پر لائے تصحیح کے بعد کاپیاں انکو واپس دی گئیں پھر اسکو حکیم صاحب نے نہیں چھپوایا۔ یہانتک کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات ہوئی بعدہٗ دریافت کیا تو حکیم صاحب نے کاپیاں قادیان میں بھیجدیں لیکن مسودے کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ وہ گم ہو گیا ہے افسوس ہے کہ جس مسودے پر حضرت خلیفۃ المسیح کے دست مبارک سے کئی جگہ لکھا ہوا تھا اسکو حکیم صاحب نے گم کر دیا۔ تاہم یہ یاد ہے کہ یہ وہی مضمون ہے جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے دیکھا اسمیں اصلاح کی اور مینے اس میں کوئی کمی و بیشی حک و اصلاح نہیں کی۔ والسلام خاکسار حافظ روشن علی

مرہم عیسیٰ

کیا ہے جو ایک نادر نسخہ جسے ہر زمانہ کے فاضل طبیبوں نے آزمایا۔ اسکی عمدہ تاثیرات کو بلا اختلاف تسلیم کیا۔ تم بھی ضرور آزماؤ کیونکہ یہ مرہم ایک بزرگ نبی مسیح کی یادگار ہے۔ جو ہر قسم کے زخموں جراحتوں چوٹوں جلدی بیماریوں اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑے پھنسیوں ناسور عمل ورموں اور خنازیر سرطان داعون گھاؤ گنج خارش بواسیر جانوروں کے کاٹ لینے جل جانے وغیرہ وغیرہ کے لئے خصوصیت کے ساتھ شفا اور لاثانی علاج ہے قیمت فی ڈبیہ خورد ۱۲/ کلاں عہ علاوہ محصول ڈاک

مینیجر الفضل سے طلب کرو

روغن کافور

مندرجہ ذیل امراض کے لئے نہایت مفید سریع الاثر اکسیر التاثیر مجرب المجرب اور حکمی علاج ہے ہیضہ و دستہائے ہر قسم قے ۔متلی ۔بیچش ۔اکسیر بت معمولی بخار حسرہ ۔چیچک بہار کی ۔چھپاکی ۔خناق نزلہ و زکام گلا بیٹھنا یا آ جانا مسوڑوں سے خون بہنا یا پھولنا داڑھ درد ۔پیٹ درد ۔جوڑوں کا درد خارش یا چھری سے کٹ جانا بچھو مکھی زنبور وغیرہ جانوروں کا کاٹ لینا حرقت بول سوزش مثانہ بواسیر خونی درد بادی یا عصبی جل جانا یا چھالے پڑنا وغیرہ وغیرہ جو صاحب آزماوینگے انشاء اللہ تصدیق فرمادینگے قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک ۔

مینیجر تشحیذ سے طلب کرو ۔ قادیان ضلع گورداسپور

۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

- ۳۰۷ جناب منشی فضل احمد صاحب سنہ ۱۳
- ۳۵۷ جناب میاں رحمت اللہ ۔۔
- ۴۸۹ جناب بابو غلام محمد صاحب
- ۳۷۰ جناب بابو بدر الدین ۔۔
- ۳۶۹ جناب مولوی غلام حسن سنہ ۱۳
- ۲۱۱ جناب میاں چراغ دین ۔۔ سنہ ۱۳
- ۴۸۴ جناب منشی تاج الدین ۔۔ سنہ ۱۳
- ۵۱۷ جناب مولوی تصدق حسین ۔۔ سنہ ۱۳
- ۳۷۲ جناب شیخ مشتاق حسین ۔۔
- ۳۳۰ جناب منشی اکبر علی خان ۔۔ سنہ ۱۳
- ۵۸۳ جناب قاضی نذیر حسین ۔۔ سنہ ۱۳
- ۴۷۹ جناب منشی کرم علی خان ۔۔
- ۴۹۶ جناب شیخ منظور الدین ۔۔ سنہ ۱۳
- ۴۰۰ جناب حاجی سراج الدین بلبیر(؟) سنہ ۱۳
- ۴۰۱ جناب سیٹھی چراغ دین سنہ ۱۳
- ۳۱۲ جناب عمر الدین ۔۔ سنہ ۱۴
- ۹۴۸ جناب میاں عبد الرحمن ۔۔
- ۸۶۳ جناب چوہدری غلام حسین ۔۔
- ۸۶۶ جناب منشی غلام محمد ۔۔
- ۶۹۳ جناب میاں نصیر الدین ۔۔

- ۹۱۳ جناب میاں سلیمن صاحب سنہ ۱۴
- ۹۳۷ جناب میاں شمس الدین ۔۔ سنہ ۱۴
- ۹۵۲ جناب منشی شمس الدین ۔۔ سنہ ۱۳
- ۱۲۹ جناب میاں محمد اسمعیل ۔۔ تحصیلدار ۔۔ سنہ ۱۴
- ۱۳۷ جناب بابو عبد العزیز ۔۔ سنہ ۱۳
- ۱۱۴۳ جناب بابو محمد الدین ۔۔ سنہ ۱۴
- ۱۱۸۴ جناب حاجی عبد القدیر ۔۔ سنہ ۱۳

۷ مارچ سنہ ۱۴

- ۱۷ جناب عبد الرحمن صاحب سنہ ۱۳
- ۲۰۹ جناب منشی احمد الدین ۔۔
- ۲۳۵ جناب حکیم محمد حسین قریشی سنہ ۱۳
- ۲۵۱ جناب کرم الہی ۔۔
- ۳۸۶ جناب منشی عبد العزیز ۔۔
- ۴۰۳ جناب منشی گلزار محمد ۔۔
- ۹۰ جناب میر حامد شاہ ۔۔ سنہ ۱۴
- ۱۹۷ جناب محمد یوسف ۔۔ سنہ ۱۴
- ۱۹۳ جناب ابو محمد عبد اللہ ۔۔
- ۲۲۵ جناب ماسٹر غلام محمد ۔۔ سنہ ۱۴
- ۲۳۱ جناب حاجی رحیم بخش ۔۔ سنہ ۱۳
- ۹۳ جناب حکیم اخوند محمد رمضان ۔۔
- ۵۲۹ جناب چوہدری حاکم علی ۔۔

- ۵۲۷ جناب میاں احمد الدین صاحب سنہ ۱۴
- ۶۱۱ جناب ڈاکٹر محمد حسین ۔۔ سنہ ۱۴
- ۶۳۸ جناب بابو محمد اشفاق ۔۔
- ۶۴۵ جناب شیخ عبد الرحیم ۔۔ سنہ ۱۴
- ۶۶۰ جناب چوہدری منصور احمد خان ۔۔ سنہ ۱۴
- ۷۰۴ جناب میاں رحمت اللہ ۔۔
- ۷۵۵ جناب تاج الدین ۔۔
- ۷۹۳ جناب چوہدری برکت علی ۔۔ سنہ ۱۴
- ۸۰۵ جناب بابو جمال الدین ۔۔
- ۸۰۶ جناب بابو عطا محمد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ ۔۔ سنہ ۱۴
- ۸۲۶ جناب منشی غلام محمد صاحب سنہ ۱۴
- ۸۶۲ جناب چوہدری غلام محمد ۔۔ سنہ ۱۴
- ۸۶۹ جناب منشی محمد حسین ۔۔ سنہ ۱۴
- ۹۰۶ جناب بابو سردار احمد ۔۔ سنہ ۱۴
- ۹۰۹ جناب مستری محمد الدین ۔۔
- ۹۵۰ جناب بابو محمد قاسم علی صاحب سنہ ۱۴
- ۹۵۲ جناب مولوی عبد القادر ۔۔ سنہ ۱۴
- ۹۶۳ جناب بابو محمد افضل خان ۔۔ سنہ ۱۴
- ۹۷۱ جناب منشی فرزند علی صاحب سنہ ۱۴
- ۱۴۲۹ جناب مخدوم محمد صدیق ۔۔ سنہ ۱۴
- ۱۴۳۶ جناب الہ بخش ۔۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۳

فصلی بخار و طحال کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ دوا تیس برس سے سارے ہندوستان میں گھر گھر مشہور ہے بچہ سے ضعیف تک اسکے فائدہ سے آگاہ ہیں۔

یہ ملیریا کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے

اسکی چار یا پانچ ہی خوراک سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔

یہ طحال کو فوراً گلا دیتی ہے اور خون کو گاڑھا بنا کر قوی کو مضبوط کرتی ہے۔

قیمت فی شیشی کلاں ۱۲؍ شیشی خورد ۵؍

محصول ۶؍

داد کا مرہم ۱۲؍

اسکے لگانے سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی اور دو تین مرتبہ کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے۔ اگر کسی دوا سے فائدہ نہ ہوا ہو تو اس کی آزمائش کیجیے

دیکھیے جناب مہاراجہ کمار صاحب ریاست ششنکر پور [illegible] بھاگلپور سے کیا لکھتے ہیں آپ کے داد کے مرہم نے جادو کا اثر [illegible] ہیں آپکا تہ دل سے مشکور ہوں

قیمت فی ڈبیہ ۳؍ محصول ایک سے چھ ڈبیا تک [illegible]

کف کھانسی کی دوا

برسات کے موسم میں ہر کسی کو تھوڑی بہت بارش کی رطوبت سے کھانسی ہو جایا کرتی ہے اور دن رات کسی وقت چین لینے نہیں دیتی۔ کف نہیں نکلنے سے ایک قسم کی غرغراہٹ ہوا کرتی ہے اور کھانستے کھانستے جان ضیق میں آجاتی ہے اسلئے کھانسی شروع ہوتے ہی فوراً اسکی تدبیر کرنی چاہیئے۔ جو بہت آسان ہے اور وہ یہ کہ ڈاکٹر ایس کے برمن کے کف کھانسی کے دوا کی ایک شیشی لیکر گھر میں ڈال رکھئے جو دو تین ہی خوراک میں آرام کر دیتی ہے

قیمت فی شیشی کلاں عہ؍ شیشی خورد ۵؍

جملہ ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵-۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ